توزین الاقوال

درحال قال وجدانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

حصہ اول

مرزا صاحب کی بڑی یا دعووں کی توزین ہیں

یہ رسالہ ریورنڈ مولوی عماد الدین لاہز ڈی ڈی نے اس مراد
سے لکھا کہ ناواقف لوگ مرزا صاحب
کی کیفیت سے آگاہ ہو کے اپنے کو
اُنکی مُہلک تعلیم سے بچائیں اور
سچائی کی طرف آنکھ اٹھائیں
اور سنہ ۱۸۹۳ع درمیان

نیشنل پریس امرتسر کے چھپا

فہرست مضامین توزین الاقوال حصہ اول

دیباچہ .. .. ۱ سے ۲

دفعہ اول مرزا صاحب کی تعریف میں .. .. .. ۳ سے ۴

دفعہ دوم مرزا صاحب کی نسبت فتوی کفریہ کے بیان میں ۴ سے ۶

دفعہ سیوم مرزا صاحب کے دعوؤں کے بیان میں۔ ۶ سے ۹

دفعہ چہارم مرزا صاحب کے دعوی نبوت و دعوی احمدیت کے ابطال میں .. .. ۹ سے ۱۷

دفعہ پنجم مسیح خداوند جل شانہ کی آمد ثانی کے بیان میں۔ اور اقنوم ثانی ہونے کے ثبوت میں قرآن سے اور بعض کتب معتبرہ اسلام سے .. .. ۱۷ سے ۲۵

دفعہ ششم مرزا صاحب کے دعوی مسیحیت کے ابطال میں ۲۵ سے ۲۹

دفعہ ہفتم تثلیث جلیل و روح القدس جلیل کے بارہ میں ۲۹ سے ۳۵

دفعہ ہشتم روح الامین کے بارہ میں کہ وہ کون ہے۔ ۳۵ سے ۳۹

دفعہ نہم جبریل کے بارہ میں کہ وہ کون ہے۔ .. ۳۹ سے ۴۴

دفعہ دہم شدید القوی و ذو مرہ کے بارہ میں کہ وہ محمد صاحب کا رب ہے یا کوئی اور روح ہے یا جبریل ہے۔ ۴۴ سے ۵۰

دفعہ یازدہم مرزا صاحب کے اعتراض جو ان سے الوہیت مسیح کی نسبت ہوئے۔ ۵۰ سے ۵۵

دفعہ دوازدہم اسلام کا کچھ ثبوت ہے یا نہیں۔ .. ۵۵ سے ۵۶

بسم الاب والابن وروح القدس

دیباچہ

خدائے واحد فی التثلیث کی حمد و ثناء کے بعد بندہ کمترین عماد الدین لاہز ناظرین کیخدمت میں عرض کرتا ہے۔ کہ ہم عیسائیوں اور محمدیوں کے درمیان محمد صاحب کے عہد سے ابتک مباحثہ چلا آتا ہے اور غالباً دیر تک چلا جائیگا۔ کیونکہ پورانے محقق مر جاتے ہیں اور نئے آدمی پیدا ہو کے دنیا میں پشت بہ پشت کھڑے ہوتے ہیں اور از سر نو سیکھتے بولتے رہتے ہیں اس لئے مباحثہ کا سلسلہ بند نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ بات بغور سُن لیجئے کہ ابتک جو کتابیں مباحثہ کی جانبین سے نکلیں اگر کوئی انکو بغور انصاف سے پڑھے وہ جانیگا کہ مسیحی لوگ سراسر فتحمند ہیں۔ اور مباحثین اہل اسلام سب کے سب شکست خوردہ ہیں۔ اس لئے کہ عیسائیوں نے انکے اعتراضوں کے کافی شافی جواب لکھدئے اور محمدیوں نے ہمارے اعتراضوں کے جواب نہیں دئے اور نہ دیسکتے ہیں کیونکہ انکے پاس وہ چیز موجود نہیں ہے جو انسے مطلوب ہے۔ اسی لئے میں نے چند برسوں سے مباحثہ کی بابت لکھنا بند کر دیا تھا اور دوسری قسم کی تحریرات میں مصروف ہو گیا تھا چنانچہ اس عرصہ میں بعض محمدیوں کیطرف سے چند کتابیں نکلیں ایک کانپور سے ایک پٹیالہ سے اور دو ایک بھیرہ سے اور کچھ قادیان سے۔ میں نے انکو پڑھا لیکن اُنکا جواب ابتک اس لئے نہ دیا تھا کہ مجھے انکے جواب کی ضرورت نہ معلوم ہوئی

اس لئے کہ وہی پچھلے مباحثوں کی طے شدہ باتیں بطرز جدید بشمول بعض رکیک خیالات خود عبارت نہیں اگر مگر ملا کے مصنفوں نے کچھہ لکھہ مارا ہے اور اس بات کو پیش نظر نہیں رکھا جس پر مباحثہ کا مدار ہے۔ تصنیف کتب و ترقیم مضامین کا اس زمانہ میں یہ حال ہو گیا ہے کہ بکثرت مصنفین اور راقم مضامین ہو بیٹھے ہیں جنمیں بعض ذیعلم ہیں اور اکثر کم علم کج بحث خود پسند تکراری آدمی ہیں ہو نہیں سکتا کہ ہر کسی کی تحریر کا جواب لکھا جائے اتنا وقت اور اتنی دماغی قوت کہاں سے لائیں کہ ہر کسی سے مباحثہ کریں اور کبھی کچھہ کام خدا کے لئے دنیا میں کرتے ہیں۔ اس صورت میں اہل علم اور باوقعت محققین خواہ محمدی ہوں یا عیسائی یہی کر سکتے ہیں کہ ضروری باتوں پر بحث کر کے چپ کر رہیں گے ہاں بوقت مناسب حسب ضرورت اظہار حق کرتے رہیں گے۔ ہمنے بھی یہی کیا کہ امور ضروریہ میں بحث کر کے اور مخالفین کو شکست دیکے مباحثہ بند کر دیا تھا۔

لیکن مرزا غلام احمد اور بعض انکے انصار نے اس بھید کو نہ سمجھا اسکے خلاف یہ سمجھا کہ گویا ہم انکی باتوں کے جواب سے عاجز ہیں اور کہ مرزا صاحب ایک بے نظیر مدلل شخص ظاہر ہوئے ہیں کہ عیسائی انکا مقابلہ نہیں کر سکتے اور خود مرزا صاحب اپنی تعریف اپنے موہنہ اور قلم سے کرتے کرتے بیہوش ہوئے جاتے ہیں کہ سبحان اللہ میں کیا خوب ہوں اور میری برابری حضرت عیسی نہیں کر سکتے دیکھو کیا لکھتے ہیں (فتح الاسلام صفحہ ۱۷ و توضیح مرام صفحہ ۱۳ و ۱۵۸ و اعلام الناس محمد احسن صفحہ ۵ سے ۵۹)۔

لہذا بپاس خاطر مرزا صاحب اور بعض مسیحیان اب میں نے یہ ٹھانا کہ ان کی بعض ضروری باتوں کا جواب پہلے لکھا جاوے اسکے بعد اور صاحبان کی تحریرات پر بھی اسی توضیح الاقوال کے حصص میں رائے لکھنا مناسب ہوگا تاکہ عام محمدیوں اور عیسائیوں کو فایدہ پہنچے۔ پس مجھے اپنے بعض عمدہ اور مفید کام بند کر کے یہ لکھنا پڑا اور مرزا صاحب نے مجھ سے کچھہ لکھوایا خدا میری مدد کرے یسوع مسیح حقیقی ابن اللہ کے وسیلہ سے آمین فقط۔

دفعہ اول مرزا صاحب کی تعریف میں

پہلے مرزا صاحب کی تعریف واجب ضرور ہے تاکہ ناواقف لوگ اُنسے آگاہ
ہوجائیں - واضح ہو کہ ملک پنجاب ضلع گورداسپورہ تحصیل بٹالہ میں ایک بڑا گاؤں
ہے جسکا نام **قادیاں** ہے مرزا صاحب جو خاندان مغلیہ سے ہیں وہانکے دیرینہ رئیس
اور آسودہ حال زمیندار ہیں معیشت اچھی ہے مرفہ الحال ہیں زوال سلطنت مغلیہ کے
ملال کے سوا اور کچھہ فکر دُنیا کا نہیں ہے عمدہ طور سے رہتے ہیں اور ایک سبب یہ بھی
ہے کہ انھیں دور دور کی سوجھتی ہے - مرزا صاحب نے کسی قدر عربی فارسی پڑہی ہے
لیکن بعض دیگر علماء محمدیہ کے ہم پایہ ہرگز نہیں ہیں - انکے والد حکیم تھے اُن سے
طبابت میں بھی مرزا صاحب کو دخل ہے - اور یہ چار بھائی ہیں - مرزا کمال الدین
صاحب نے رہبانیت میں کمال حاصل کیا ہے اور غریب غربا کے پیر ہو کے ایک مکان
بنا بیٹھے ہیں وہاں طبابت اور پیری مریدی جاری ہے - مرزا امام الدین صاحب خاکروبوں
کے امام ہو گئے ہیں اور بایں دعویٰ کہ چوہڑوں کا لال بیگ گورو کوئی مرزا تہا چنانچہ لفظ
بیگ ظاہر کرتا ہے اسلیئے وہ اُسکے قائم مقام ہو کے اُسکی اُمت کو تلقین فرماتے اور اُن
سے کماتے کھاتے ہیں - مرزا نظام الدین کو نظام خانہ داری خوب آتا ہے اور وہی
کام کرتے ہیں اور آئندہ روندہ کی تالیف قلوب میں بلطف پیش آتے ہیں سب
میں بڑے مرزا غلام احمد صاحب ہیں انکا علم ان سب سے زیادہ ہے اس لئے یہ اہل دول
و بعض خواندہ مسلمانوں کو اپنے قبضہ تصرف میں لانے کی فکر میں رہتے اور بعض کو
پھنسا بھی لیا ہے - مذہب ان سب کا کچھہ صوفیانہ سا ہے جسمیں فرقہ نیچریہ کے خیالات بھی
آ دبے ہیں اور مشرب قلندریہ کی بیٹھہ جھڑی ہے پس صاف کہنا کہ انکا کیا مذہب ہے مشکل
ہے اتفاقا انکا کسی درجہ پر تو ہے لیکن اس رتبہ کا نہیں جو محمدی بزرگان کا ہے - مرزا صاحب
مصنف بھی ہیں چنانچہ ابتک گیارہ کتابیں اُنہوں نے چھپوائی ہیں لیکن کلام میں
نہ متانت ہے نہ احتیاط مدلل ہو کے بولتے ہیں لیکن صحیح منطق کے خلاف قضایا جملے چلے

چلے جاتے ہیں۔ کتاب براہین احمدیہ جو چار جلدوں میں لکھی ہے اسمیں اسقدر کلام کو فضول طول دیا ہے کہ پڑھنے والا تنگ آکے رکھدیتا ہی اور اُس سے کچھہ نہیں سیکھہ سکتا۔ انکی کلام میں حشو در حشو اور جملے معترضے بلکہ بے تعلق فقرات و الفاظ پے در پے چلے آتے ہیں اور یہ بہی ایک جدید صنعت ہے جس کے سبب مخالف جواب دینے سے کنارہ کشی اختیار کریگا اور مرزا صاحب فتح کا دہول بجائیں گے یہ اُسی قسم کی صنعت ہے جس سے ایک شہری مولوی صاحب کو ایک دیہاتی چو لوی صاحب نے مباحثہ میں شکست دی تہی۔

دفعہ دویم مرزا صاحب کی نسبت فتوے کفریہ کے بیان میں

مرزا صاحب کے بارہ میں اُن علماء اسلام سے جو فی الحقیقت قران حدیث کے موافق مسلمان اور معتبرین زمان ہیں ایک بڑا فتوے آجکل میری نظر سے گذرا جو مولوی محمد حسین بٹالوی نے بڑی محنت اور جانفشانی سے بہ نیت خیرخواہی اسلام مرتب کیا اور علماء ہندوستان و پنجاب سے اسپر دستخط اور مہرین کرا کے چہاپ دیا ہے وہ ۲۰۸۲ صفحہ کی کتاب ہے اگر کوئی اسکو دیکہنا چاہے اسنے منگوا کے دیکھہ لے تاکہ اُس کو معلوم ہو کہ مرزا صاحب کس رتبہ کے شخص ہیں یہ فتوے عام جوان مولوی صاحبان کیطرف سے نہیں بلکہ بزرگان اسلام مثل مولوی نذیر حسین وغیرہ بعض ایسے اشخاص سے ہے جنکی تعظیم و عزت باوصف مذہبی قطعی جدائی کے تہذیباً میں بہی کرتا ہوں یہ سب محمدی عالم جو تخمیناً دو سو ہونگے مرزا صاحب کو انکی خلاف اسلام تعلیم و عقاید و خیالات کے سبب دائرہ اسلام سے خارج کرتے اور الفاظ و عبارات ذیل سنا کے نکالتے ہیں ملحد ہے دجال ہے مرتد ہی تارک حق ہے مضل و ضال ہے دجال کا چچا ہے کافر بلکہ اکفر ہے خدا اسکو ہلاک کرے اللہ قادیانی کو ہدایت نصیب کرے۔ خدا اسکو اسکے مفتریات کی سزا دے خدا مسلمانوں کو مرزا کے عقاید سے بچائے۔ مرزا کے عقاید باطل اور اقوال عاطل ہیں۔ مرزا میں شیطان کھیل رہا ہے۔ اگر اسی اعتقاد پر مرزا مرجائے تو اُسکی

نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے تا کہ
اہل قبور اُس سے ایذا نہ پائیں) یہ سارٹیفکٹ ہے جو مرزا صاحب اپنی قوم سے
لیکے نکلے ہیں شاید کوئی رحم دل عیسائی کہیگا کہ کیوں بیچارہ مرزا کے حق میں
ایسا ایسا کہتے ہیں انکو یہ جواب دیا جائیگا کہ اگر تم مرزا کی باتوں سے واقف
ہوتے تو تم بھی ایسا ہی کہتے یا شائد اس سے زیادہ مجھہ راقم نے بھی پہلے ایسا
ہی خیال کیا تھا کہ یہ ملانوں کی سختی ہے پیچھے معلوم ہوا کہ سختی نہیں حق پرستی
ہے۔ اگر اسلام کی سلطنت ہندوستان میں ہوتی جیسے پہلے تھی تو مرزا صاحب
کو اپنی سزا معلوم ہو جاتی اور اب بھی اگر انکا جی چاہے ذرا انکہ کلج یا کابل یا ترکستان
کی سیر کر آئیں یا دمشق کا مینار دیکھہ آئیں۔ یہ مسیحی فضل اور سلطنت انگریزی کی برکت
ہے کہ وہ چین سے آباد ہیں کیا سمجھتے ہو کہ سلطنت ہائے اسلامیہ کی رعایا میں
دانشمند لوگ نہیں رہتے محض جاہل بستے ہیں ہرگز نہیں بلکہ ہندوستانیوں سے
زیادہ چالاک آدمی ہیں پھر نئے مذہب وہاں کیوں نہیں نکلتے اس لئے کہ آزادگی
نہیں ہے ذرا سر اٹھائیں شرع کا فتوے اور تلوار موجود ہے۔ افسوس یہ ہے۔
کہ جس سلطنت کی بدولت مرزا صاحب کو چین اور آزادگی حاصل ہے اُسی کے
بباطن بدخواہ اور دشمن ہیں فتوے کے (صفحہ ۲۷۹) میں لکھا ہے کہ مرزا صاحب
کو مجنون کہنا چاہیئے کہ انکی باتیں ہذیان و برسام و سرسام کی سی ہیں۔ میری رائے
میں مرزا صاحب نہ کافر ہیں نہ مجنون مگر چالاک ہیں جہانتک انکی بابت فکر کیا
ایسا معلوم ہوا کہ انہوں نے بہ صلاح بعض ہمرازان ایک کمیٹی بنا رکھی ہے جسکے
آپ سرغنہ ہیں اور مسیحیت کا دعوے کرکے چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے ایک
جم غفیر انکے تابع ہو جائے اور وہ موقعہ پاکے ہندوستان کے امن میں خلل انداز
ہوں اور بہتوں کی خانہ خرابیاں کریں کیا نہیں سوچتے ہو کہ فرضی امام مہدی سوڈان
میں موجود ہے اب فرضی مسیح ہندوستان میں سے اٹھے اور دونو رل مل
کے کافروں کو سزا دیں اور امام مہدی کے پیچھے مرزا صاحب مسیح بن کے

حدیثوں میں ہے اور وہ حدیثیں میرے حق میں ہیں اور انکا بیان تاویلات مہملہ سے کرکے اُنکو اپنے اوپر جما یا ہے اور حدیثی مسیح بنکے پھر کہا کہ میں مبدل ہوکے وہی ابن مریم مسیح بن گیا ہوں - ان چالاکیوں کو خیال فرمائیے کہ جن سے وہ جیتر بنکے کامیابی کے اُمیدوار ہوتے ہیں وہی اُنکے جہل بل ہوکے اُنکے بطلان کے کافی بیان ہو جاتے ہیں کہتے ہیں کہ میں جو حدیثی مسیح تہا اور مسیح ابن مریم کے مشابہ روحانی قوتوں اور مزاج وطبیعت میں پیدا ہوا تہا پھر میں مبدل ہوکے وہی مسیح ابن مریم بن گیا ہوں جیسے غلام احمد سے احمد ہوگیا ہوں (ازالہ ۱۴۳) اور کہتے ہیں کہ میں معجزے اور پیشین گوئیاں بھی کرتا ہوں حقیقی طور سے مگر روحانی طور سے اور فراست وقیافہ کے طور سے کیونکہ گذشتہ پیغمبر بھی حقیقی طور سے نہیں روحانی طور سے کرتے تھے دینداروں نے غلطی سے جسمانی معجزات سمجھ لئے ہیں -

اب مرزا صاحب بگمان خویش مسیح اور محمد بن گئے یا ان دونوں کا عطر ان میں جمع ہوگیا لہذا ایک مختار شارع سے ہوکے قرآن وحدیث اور بائیبل کی باتوں کو رلا ملاکے نیا نسخہ ایجاد فرمانے لگے -

غلام احمد سے احمد بن گئے اس لئے قرآن حدیث کی نصوص میں تصرف جائیز ہوگیا جن امور کو محمد صاحب نے صداقت سمجھ کے اُمت کو سکھلایا تھا اب مرزا صاحب اُنکو شرک بتلا کے اسلام سے نکالنے لگے مثلاً دجال کا باقدرت ظاہر ہونا اور مسیح کا معہ جسم آسمان پر جانا اور اب تک وہاں زندہ رہنا اور قیامت کو پھر آنا اور فرشتوں کا شخصی وجود ماننا وغیرہ مسلمانوں کو حکم دیتے ہیں کہ ان خیالوں کو چھوڑ دو یہ شرک ہے - پھر چونکہ حدیثی مسیح بنکے حقیقی مسیح میں پلٹ بیٹھے ہیں اس لئے ان کی تعلیم میں تثلیث وابنیت اللہ اور روح القدس اور نئے جنم کی بہی ضرورت ہوئی کیونکہ سچے مسیح کی تعلیم میں یہ باتیں موجود ہیں پس آپ نے یہ مسائل بھی ایجاد فرمائے - تثلیث یوں تصنیف کی کہ انسانی محبت اور الہی محبت گویا دو تو ام ہیں

نماز پڑہیں اور جب انتقال فرمائیں تو نہ صرف مسلمانوں کے قبرستان میں بلکہ محمد صاحب کے مقبرہ میں جاکے مرزا صاحب دفن ہوں جہاں آئندہ فرضی مسیح کے لئے ایک قبر کی جگہ مقرر سمجھہ رکھی ہے۔ گو مرزا صاحب کی تدبیروں سے اُن کے ایسے خیالات مفہوم ہوتے ہیں لیکن ہندوستانی مسلمان بھی دانشمند ہیں اُنکے پنجہ میں نہ آئینگے اور جو آئیں گے وہ آخر کو پچتائیں گے کیونکہ یہ گورنمنٹ غافل نہیں ہے کہ یہاں کوئی شخص ایسا ویسا کام کر گذرے وہ لوگ جو محققانہ دینی مسائل میں بمراد عاقبت اندیشی بحث مباحثے یا دینداری کرتے ہیں اور وہ لوگ جو بہ پیرایہ دینداری سامان فتنہ مہیا کرتے ہیں بیدار مغز لوگوں کی نگاہوں سے اس زمانہ میں پوشیدہ نہیں رہ سکتے ہیں۔

دفعہ سیوم مرزا صاحب کے دعووں کے بیان میں

مرزا صاحب کی کتاب توضیح المرام و فتح الاسلام و ازالہ اوہام کے درمیان جو جو اُنکے دعوے مذکور ہیں وہ سب دو حصوں میں منقسم ہوکے پھر ایک ہی شکل میں آجاتے ہیں۔ **حصہ اول** میں وہ الہام اور مکاشفے اور نبوت کے مدعی ہیں اور محمدیوں کی ختم رسالت مندرجہ قرآن کے مٹانے کی یوں راہ نکالی ہے کہ اُنکی اُنگلی پکڑ کے نہ صرف پونچا بلکہ انکا سر دبایا ہے حدیث مبشرات (یعنے سچی خوابوں کا ہر زمانہ میں باقی رہنا بیان کرکے) نبوت ناقصہ کا وجود نکالا اور نبوت تامہ کا اختتام محمد صاحب میں بتلایا اور یوں مسلمانوں کو کچھہ تسلی دی اور پھر آیت قرآنی اسمہ احمد اپنی نسبت لاکے محمد صاحب کا درجہ چھین لینے کو تیار ہوگئے۔ (دیکھو توضیح المرام ۱۷ سے ۱۹ و ازالہ اوہام صفحہ ۶۷۳)

حصہ دوئم آنکہ اولاً دعوی کیا کہ میں مسیح ہوں ہاں ابن مریم نہیں ہوں مگر وہ حدیثی مسیح ہوں جسکا ذکر نہ قرآن میں مگر محمدی حدیثوں میں ہے اور کہا کہ ہمارے قرآن میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ دنیا میں آنے کا کچھہ ذکر نہیں ہے۔ صرف

اور انکی آمیزش سے جو سرگرمی اور جوش پیدا ہوتا ہے وہ روح القدس تیسرا
اقنوم ہے یہ مرزا صاحب کی تثلیث مقدس ہوئی۔ اور جس شخص کے دل
میں یہ کام واقعہ ہوا اس کا بیٹا جنم ہوگیا اور وہی ابن اللہ ہے سختارتا۔ پھر مسلمانوں
سے کہتے ہیں کہ وہ مرزا صاحب کو اور مسیح ابن مریم کو اسیطرح ابن اللہ کہا کریں
انکا جی چاہتا ہے کہ میں بھی ابن اللہ کہلاوں۔ پھر چونکہ سچے مسیح کی تعلیم سب کو عمدہ
نظر آتی ہے اور مرزا صاحب اگرچہ آیت اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی فخریہ
سناتے پھرتے ہیں لیکن خوب جانتے ہیں کہ گھر میں کتنا آٹا ہے اس لئے اسلام
میں عمدہ تعلیم پیدا کرنے کا یہ ڈھنگ نکالا کہ جہانتک ہو سکے مسیحی دین کی
کتابوں سے فقرات ومضامین اوڑانا اور بہ تبدیل عبارت محمدی تعلیم میں
ملا دینا مناسب ہوگا اور یہ کام وہ اور انکے انصار بزور وشور کر رہے ہیں مگر اس
کے ساتھ نیچریوں اور برہم سماجیوں اور اہل وید اور آتش پرست وشمس پرست
فارسیوں اور بعض صوفیہ کے خیال اور اقوال اپنی سمجھ کے موافق ملا کر اپنی
تعلیم میں جمع کرتے جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ دنیا میں سب احمق رہتے ہیں۔
انکے اینچ پینچ نہ سمجھیں گے اور ان کے جال میں پھنس جائیں گے جیسے چند انکے
انصار پھنس گئے ہیں سو بھی جھلکتا۔ پھر چونکہ مرزا صاحب نبی ہو گئے ہیں بلکہ فرماتے
ہیں (عیسے کجاست تا بنہد پا بمنبرم) اس لئے خدا مرزا صاحب کے منکروں
کو کچھہ سزا بھی دیگا دیکھو (فتح الاسلام صفحہ ۳۴ سے ۵۸) خدا نے مجھے یوں کہا
کہ زمین میں طوفان ضلالت برپا ہے تو اس طوفان کے وقت یہ کشتی تیار کر
جو شخص اس میں سوار ہوگا وہ غرق ہونے سے نجات پائیگا اور جو انکار میں رہے
گا اس کے لئے موت درپیش ہے۔ جو شخص میری دیواروں سے دور رہے گا
اس کے لئے موت درپیش ہے اور اسکی لاش بھی سلامت نہ رہیگی (ف، نوح
نے طوفان سے ۱۰۰ برس پہلے کشتی بنائی تھی مسیح نے آیندہ غضب عدالت
سے پہلے کشتی تیار کی ہے مرزا صاحب کو حکم ملا کہ عین طوفان ضلالت میں

کشتی بناؤ۔ دیگر آنکہ مرزا صاحب جو کہتے ہیں کہ منکرین کی لاش بھی سلامت نہ بچیگی تب وہ روحانی موت کا ذکر نہیں کرتے بلکہ جسمانی خونریزی سے ڈراتے ہیں اگر مرزا صاحب کی کمیٹی میں جہاد کا چرچا نہیں ہے تو یہ فقرہ کہاں سے نکلا (کل اناء یترشح بمافیہ) جو کچھ برتن میں ہے وہی رستا ہے (ف) یہ سب باتیں مذکورۂ بالا اور انکے سوا اور صدہا واہی تباہی تعلیمات سن کے اور انکی کتابوں میں مرقوم پاکے اہل اسلام نے مرزا صاحب کو اسلام سے خارج کیا ہے مگر حکیم نور الدین صاحب و غلام قادر فصیح اور مولوی محمد احسن امروہی وغیرہ بلکہ ۲۱ شخص جو امرتسری مباحثہ میں آئے تھے جنکے نام میرے پاس ہیں مرزا صاحب کی ان سب باتوں کو تسلیم کرتے ہیں اور انکی تائید میں ہیں اس میں کیا بھید ہے کیا ان عودلی میں حقیت سے ہرگز نہیں کیا یہ انکے انصار نا سمجھ ہیں ہرگز نہیں بڑے ہوشیار ہیں پھر کیا سبب ہے کہ یہ انصار ہیں سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہی لوگ مل جل کے مسیحیت کا جھنڈا قایم کرایا چاہتے ہیں اور اگر سوچو گے تو دو چار سطر بھی انمیں نکلیں گے اور یہی بات نکلے گی کہ تم یوں کرو تب یوں ہوگا (ف) مرزا صاحب کے ان سب دعوؤں اور دلائل کا ابطال محمدیوں کا ذمہ تھا سو مولوی محمد حسین وغیرہ نے فتوے کفریہ میں کر دیا ہے مگر بعض باتیں ہیں جنکا ظاہر کرنا ہمپر واجب ہے سو وہ باتیں عام فائدہ کے لئے خصوصاً عیسائیوں کے فایدہ کے لیے میں اس رسالہ میں بیان کر دیتا ہوں۔

دفعہ چہارم مرزا صاحب کے دعوئے نبوت و دعوے احمدیت کے ابطال میں

واضح ہو کہ نبوت و الہام اور معجزات کے بارہ میں کہ یہ چیزیں امور عادیہ سے ہیں یا غیر عادیہ خوارقات سے ہیں بہت بحث ہو چکی ہے اور میں نے بھی تنقید الخیالات کے چار رسالوں میں اس مباحثہ پہ تنقید کی ہے اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ امور مذکورہ غیر عادیہ خوارقات سے ہیں ورنہ وہ غیر مفید اور بیفائدہ در دسری ٹھہرینگے بلکہ انکا انکار واجب ہوگا۔ اس لئے دنیا میں دو طرح کے نبی اور دو طرح کے الہام ثابت ہیں

صرف زبان پر کبھی کبھی خدا کا اقرار کبھی انکار ہے پس ایسے لوگوں کی رفاقت دنیا میں کرنا خدا اور مومنین صالحین کی رفاقت سے جدا رہنا ہے۔فقط

اب مرزا صاحب کی احمدیت کا بیان سنو (سورہ صف رکوع اول میں لکھا ہے) **وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ**۔ گویا مسیح فرماتا ہے کہ میں بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آویگا اس کا نام احمد ہوگا۔ مرزا صاحب اس آیت کو اپنے اوپر جماتے ہیں کہ میں آیا ہوں اور میرا نام احمد ہے (ازالہ صفحہ ۶۷۳) ہم عیسائیوں کیطرف سے مرزا صاحب کے لئے یہ جواب ہے کہ اولاً تو اس آیت کا مضمون اپنی ذات میں صداقت نہیں رکھتا کیونکہ مسیح نے ایسا کہیں نہیں فرمایا اور اُس کی مزاج و تعلیم کو اس وحشی مضمون سے کچھ نسبت اور علاقہ نہیں ہے۔ ثانیاً یہ کہ محمد صاحب کا یہ قول جسکا اعتبار محمدی کرسکتے ہیں اُنہوں نے اپنے حق میں فرمایا ہے تاکہ وہ اپنی نبوت کو محمد ہونے پر ثابت کریں نہ کہ مرزا غلام احمد صاحب کی نسبت لکھا ہے۔ اور مرزا صاحب کا نام تو غلام احمد ہے نہ صرف احمد ہاں وہ احمد کی غلامی سے خوش نہیں ہوتے اسی لئے اپنی کتاب کو براہین احمدیہ نام دیا نہ براہین غلام احمدیہ کیونکہ آقا کا عہدہ غصب کرنا منظور تھا تاکہ غلامی نہ رہے بلکہ انکی شرع اور امت پر فرمان روائی کریں۔

مسیحی لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ پندرہویں صدی سے اس انیسویں عیسوی صدی تک ہندوستان میں چار شخص احمد نام ظاہر ہو چکے ہیں جنہوں نے دین اسلام کی مرمت اور سلطنت اسلامیہ کے بارہ میں فکر کیا ہے اور مجدد ہونے کے مدعی ہوئے ہیں اُنکا ذکر یاد رکھنا مفید ہوگا۔

پہلا احمد۔ شیخ احمد سرہندی ہیں جنکا انتقال ۱۰۳۴ھ ہجری میں ہوا اور شہر سرہند میں اُنکا مقبرہ ہے وہ مذہب اسلام کے ایک جید عالم اور صوفی تھے انکو محمدیوں نے مجدد الف ثانی کا خطاب دیا تھا جو ابتک انہیں مقبول ہے یعنی وہ دین اسلام کے مجدد یا ریفارمر اور احمد ثانی کہلائے۔ پہلا احمد محمد صاحب ہوئے اور دوسرا احمدیہ حضرت سمجھے گئے آخرکار انکے خیال میں ہی چھپایا گیا کہ میں دوسرا احمد ہو کے محمد صاحب

اوّل ۔ وہ جنکے پاس خدا کلام خرق عادت کے طور سے آیا اور اپنی ساتھ خرق عادت سے ثبوت بھی لایا اور خدا کی شان اور انسان کے باطنی امراض کی دوا ثابت ہو کر مقبول ہوا ۔ ایسا الہام پانیوالے خدا کے سچے نبی ہیں اور انکا حال تال بیل میں مرقوم ہے اور انکی اطاعت فرض عین ہے ۔ دوئم وہ جنہوں نے اپنے دماغی خیالات سے اور واہی خوابوں سے تعلیم دی اور خوارق عادات سے اپنی تعلیم پر خدا کو گواہ نہ لاسکے وہ سب جھوٹے نبی ہیں اور انکی اطاعت نہ فرض بلکہ گناہ عظیم ہے ۔

مرزا صاحب خود اپنی تحریر مندرجہ توضیح المرام میں نبوت والہام اور معجزات کو امور عادیہ سے بیان کرتے ہیں اور انکی ہیچ پوچ ماہیت دکھلاکے آپکو اسی ہیچ پوچ نبوت کا نبی قرار دیتے ہیں تب انکے لئے یہی جواب کافی ہے کہ آپ باطل نبوت کے باطل نبی ہیں ۔ سچی نبوت کے نبی آپ نہیں ہیں اس لئے آپ کی اطاعت کسی پر واجب نہیں ۔ (ف) یاد رہے کہ ہم دنیا میں کسی ظالم مفتری چالاک غرضمند شخص کو بحکم عقل سلیم بھلا آدمی نہیں کہہ سکتے پھر اگر ایسا شخص کہے کہ میں خدا کا دوست ہوں تو کیونکر تسلیم ہو سکتا ہے ۔ اب مرزا صاحب بلکہ تمام اصحاب نیچریہ کی تصنیفات بہ غور دیکھو کہ وہ لوگ گذشتہ بزرگ مصنفوں کے مضامین نہ دیانت بلکہ خیانت سے اُلٹ پلٹ کے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ خود راست ہیں اور انکا ایسے ظلم نہ صرف بیبل پر بلکہ قرآن پر بھی جاری ہیں مثلاً مسیح کا صلیب پر سے زندہ اترانا اور کہ وہ یوسف کا حقیقی بیٹا تھا ۔ پھر یہ کہ فَاضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ کے معنے ہیں چل لاٹھی لے کے پہاڑ کی سیر کو وغیرہ ۔ اس قسم کی باتیں انکی تصنیفات میں سے اگر کوئی چن کے جمع کرے تو صدہا نکلیں گی یہ افترائی باتیں مصنفان گذشتہ کی نسبت ظلم کی باتیں ہیں اور چالاکی سے اپنی خاص غرض کیلئے وہ بیان کرتے ہیں تب وہ ظالم مفتری چالاک غرضمند ثابت ہوتے ہیں اور انکی یہی باتیں گواہی دیتی ہیں کہ انکے دلوں میں خدا کا خوف نہیں ہے اور نہ دماغ میں آسمانی روشنی ہے اور جب نہ خوف ہے نہ روشنی تو دل میں خدا ہی نہیں ہے اس لئے کہ دلی ایمان خدا پر نہیں تشکوک ہی شکوک ہیں

کے قریب آگیا ہوں ضرور دوسرے اصحاب رسول سے مجھے سبقت حاصل ہوئی ہے ایسے خیال کی بو دریافت کرکے بعض محمدی اپنر طعن کرنے لگے تھے تب انہیں کہنا پڑا کہ یہ غلط ہی میرا گمان ایسا نہیں ہے (سفینتہ الاولیا) مگر تا بنا شد اند کے مردم نگویند چیزہا۔

دوسرا احمد - سید احمد غازی ہیں انکا حال ناظرین بغور سنیں کیونکہ مرزا صاحب نے انکی تقلید کرکے نبی اور مسیح ہونیکا دعوی کیا ہے۔ اور اسی طرحکے کچھ بندوبست نظر آتے ہیں۔ یہ حضرت قوم سے سید اور رائے بریلی کے باشندے ہیں اور سیدھے مزاج کے آدمی بےعلم شخص تھے اور اولاً نواب ٹونک کے سواروں میں ملازم تھے شاہ عبدالعزیز کی شہرت سنکے دہلی میں آئے اور سرائے میں اُترے ارادہ تہا کہ شاہ صاحب کے مرید ہو کے واپس چلے جائیں گے۔

اِسوقت دہلی میں دو مولوی صاحب ہمراز دوست اور دنیا کیطرف سے تنگ اور شاہ صاحب سے بباطن کبیدہ خاطر بظاہر اُنکے عزیز کسی منصوبہ میں گشت کیا کرتے تھے یعنے مولوی اسمعیل اور مولوی عبدالحی۔ مولوی اسمعیل بڑا لسان اور عمدہ واعظ شاہ صاحب کا بھتیجا تہا اسکو امید تہی کہ شاہ صاحب جو لاولد تھے اپنی میراث میں سے اس بھتیجے کو حصہ دیں گے لیکن شاہ صاحب اُنکے غیر مقلدی خیالات سے خوش نہ تھے کچھ ترکہ ندیا سب کچھ اپنے داماد کے نام لکھدیا تب اسمعیل سخت ناراض ہوکے مقلدین فرقہ کی بیخکنی اور اپنی معیشت دینا وی کے فکر میں ہو گئے۔ اور عبدالحی اُنکے دوست جو میرٹھ کے کسی سرکاری دفتر میں محرر تھے برخواست ہو کے دہلی میں آگئے تھے دونو فکر مند دوست ہمراہ چلتے پہرتے اور کسی تجویز کے درپے تھے ناگاہ سرائے میں بطور سیر کے آگئے وہاں سید احمد صاحب کو مسافرانہ اُترے ہوئے پایا ملاقات ہوئی اور حال پوچھا مزاج دیکھا اور جہاد کی پٹی پڑہائی اور اپنے پنجہ میں پھنسالیا اور منصوبے باندھ لئے۔ اور شاہ صاحب کے پاس مرید کرانیکو لے گئے جب وہ مرید ہو کے باہر نکلے پالکی موجود تہی اُنہیں سوار کیا اور ایک مولوی دہنے ایک

بائیں ہوا اور ادب سے پالکی کے ساتھہ دوڑتے تھے۔ اور جب وہ جامع مسجد میں نماز
جمعہ کے لیئے آتے تو مسجد کے دروازہ پر ایک جوتی انکی مولوی اسمعیل اور دوسری
جوتی مولوی عبدالحی ادب سے اٹھالیتے اور دست بستہ پیچھے کھڑے رہتے تھے
لوگ حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ ایسی بڑے بڑے مولوی اس شخص کی پائے خاک
ہو گئے ہیں یہ کون صاحب ہیں۔ تب یہ دونو مولوی کہتے ہیں کہ حضرت سید احمد
صاحب بڑے ولی اللہ ہیں۔ یہ حضرت محمد صاحب کے مشابہ پیدا ہوئے ہیں۔ خدا
نے انکو بھیجا ہے کہ سلطنت اسلامیہ کو قائم کریں اور دین اسلام کو رونق دیں اور خدا
نے انسے ہمکلام ہو کے بڑی فتحمندی کے وعدے فرمائے ہیں اب یہ حضرت امام
ہو کے جہاد کریں گے اور کافروں کو مار کے ہندوستان سے نکالدیں گے۔ تمام مسلمانونکو
چاہیئے کہ اپنی جان سے اور مال سے انکی مدد کریں اور انکے ساتھہ ہو کے جہاد میں
جانا ایسا سمجھیں جیسے رسول اللہ کے ساتھہ گئے (دیکھو کتاب صراط المستقیم تصنیف مولوی اسمعیل)
جو انہیں ایام میں جلد لکھی گئی۔ دیباچہ میں لکھا ہے کہ جناب سید احمد صاحب کا
نفس عالی جناب رسالت مآب کے ساتھ کمال شابہت پر بدو فطرت میں پیدا
کیا گیا ہے۔ اور خاتمہ میں لکھا ہے کہ حضرت نبی صاحب کو سید صاحب نے خواب میں دیکھا
اور نبی صاحب نے اپنے ہاتھ سے انکو خرمے کھلائے۔ پھر کسی روز حضرت علی اور حضرت
فاطمہ بھی خواب میں اُنسے ملنے کو آئیں علی نے بدست خود انکو غسل دیا اور فاطمہ نے بدست
خود انکو عمدہ پوشاک پہنائی۔ پھر ایک روز خواب میں اُنسے خدا تعالی نے ملاقات
کی اور اپنی قدرت کے ہاتھ سے انکو پکڑ لیا اور پاک چیزیں اُنکے سامنے رکھکے کہا کہ
یہ چیزیں میں نے تجھے دیں اور آیندہ کو اور چیزیں بھی تجھے دونگا۔ یہ تو موٹی باتیں ہیں
جو میں نے سنائیں دقیق دلکشی کی باتیں کتاب میں بحکمت مذکور ہیں جہاں مدارج
ولایت بیان ہوئے ہیں۔ غرض سید صاحب کو پیر بناکے لے اوڑے اور تمام
ہندوستان میں پالکی لیکے پھر گئے اور جابجا وعظ کر کے ملک کے مسلمانون کو اپنی
طرف کھینچ لیا بیشمار روپیہ جمع کیا اور جابجا ہنڈوی بھیج کے مہاجنوں میں جمع کرایا اور

ہزار ہزار جاہل نمازی مسلمان جہاد کے لئے تیار کرکے کچھہ آگے بھیجدئے کچھہ ہمراہ لئے اور شہر بشہر سید صاحب کے خلیفے بٹھلائے تاکہ روپیہ جمع کریں اور آدمی بھی پیچھے روانہ کرتے رہیں۔ جب انگریزوں نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے تو کہا کہ ہم آپ لوگوں سے نہیں پنجاب کے سکھوں سے جہاد کریں گے وہ وقت ایسا تھا کہ انگریز بھی مصلحتاً چپ کر گئے اور یہ حضرت فوج بنا کے براہ سندھ سوات بونیر تک پونچے تاکہ اُس طرف سے سکھوں پر حملہ ہو امید تھی کہ افغان بھی ساتھ ہو جاوینگے اور جب تک پنجاب سکھوں سے خالی کرالیں گے تب انگریزوں کو سمجھہ لیں گے اور یوں سلطنت اسلامیہ قائم ہوجائیگی مولوی عبدالحی کوئٹہ کے راہ میں بعارضہ تپ لرزہ انتقال کر گئے اور اسماعیل و سید احمد وہاں پونچے کوئی دن فوج لے کے کچھہ لڑے آخر کار بعض پٹھانوں کی مدد سے سکھوں نے رات کو ایسا اُن پر چھاپا مارا کہ سب کو قتل کیا مولوی اسمعیل وہاں مارے گئے اور سارے مومنین مجاہدین قتل ہوئے سید احمد صاحب کی ٹانگ میں گولی لگی تھی اور وہ میدان میں بیٹھہ گئے تھے اسی جگہ مر گئے کوئی کہتا ہے کہ ایک پٹھان انکو اپنے گھر اٹھالے گیا تھا وہاں جاکے مر گئے کوئی کوئی آدمی بھاگ کے بمشکل واپس آیا تھا اور یہ واقعہ ۱۸۲۷ء میں واقع ہوا تھا دیکھو کتاب مولوی غلام حسین ہشیارپوری و انوار العارفین تصنیف محمد حسین مراد آبادی

مجھے خوب معلوم ہے کہ جب تک اُس پشت کے لوگ نہ مرے انکو یہی خیال رہا کہ سید صاحب پہاڑوں میں پوشیدہ ہیں کسیوقت نکلیں گے (ف) اس منصوبہ اسمعیل کا نتیجہ کیا نکلا یہ کہ انسانی چالاکی تھی رسولی شباہت اور وہ سب خواب باطل ٹھہرے سب دوڑ دھوپ برباد ہوئی آپ بھی مارے گئے اور صدہا جاہل نمازی اطراف پورب کے مومنین قتل کرادئے انکی عورتیں رانڈ ہوئیں بچے یتیم ہو کے محتاج ہوئے خانہ خرابیاں ہوگئیں بادشاہی ہاتھ نہ آئی ہاں اسلام کی اسقدر مرمت ہوئی کہ غیر مقلد فرقہ اُنکے وعظوں سے اور انکی کتاب تقویت الایمان وغیرہ سے پیدا ہوگیا۔

اب مرزا صاحب کا وہی طور نظر آتا ہے وہ خود مسلمانوں کو سکھلاتے ہیں (فتح الاسلام

صفحہ ۸ و ۱۷) کہ رسمی علوم اور قران واحادیث کے ترجموں کے اشاعت سے اسلام کی مرمت نہیں ہوسکتی آسمانی سلسلہ کیطرف دیکھنا چاہیئے۔ مطلب انکہ ہیں آسمان کیطرف سے نبی اور مثیل مسیح منقرر ہو کے آیا ہوں میری اطاعت سے مرمت اسلام کی نہ تمہاری رواجی دستورات سے۔ اور اپنی بیشمار تعریفین آپ اپنے منہہ سے کرتے ہیں کہ میں بڑا کامل شخص ہوں۔ اور جیسے سید احمد غازی کو دو مولوی اوڑ لانے والی ملگئے تہے انکو بہی حکیم نور الدین اور غلام قادر فصیح صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب مل گئے ہیں انکا انجام اسنے زیادہ خطرناک ہوگا سنی مسلمانون نے جو مرزا کو رد کیا دانشمندی سے اپنے مذہب کے موافق کام کیا ہے اور محمد حسین بٹالوی تحسین کے لایق ہیں اور وہ جو مرزا صاحب کی صلاح میں شریک ہیں اپنے مذہب کے اور عقل سلیم کے خلاف کام کرتے ہیں۔

تیسرا احمد۔ سید احمد خانصاحب ہیں بالقابہ اُنہوں نے سب سے زیادہ اسلام کا تجدد کیا اسلام قدیم کو کاٹھ کی ہنڈیا بنا کے چھوڑ دیا اور قران حدیث کو نیچریت کے پیرایہ میں لا کے اہیات کی ہنڈیا بنایا اور قران کی تفسیر نیچری لکھی محمد صاحب نے اپنے اسلام کا رخ انبیاء بنی اسرائیل کیطرف کچھ کچھ رکھا تہا سید صاحب نے اُدہر سے بمشکل کھینچا اور فلاسفی کیطرف کردیا اسکے سوا اور کچھ نہیں کیا لیکن یہ عمارت جو اُنہوں نے اٹہائی ہے طالب حق کے دل میں کچھ تسلی تو پیدا نہیں کرسکتی اور نہ کچھ پایدار ہے بلکہ بہت جلد گریگی کیونکہ الفاظ قران سے اُنکے مضامین مخترعہ کو کچھ علاقہ نہیں ہے انکے بیان انکی تفسیر میں مرقوم پڑے رہیں گے اور الفاظ و عبارات قران اپنے معنے و مضامین لازمہ کو ہرگز نہ چھوڑیں گے اور وہ جو محقق پیدا ہونگے ہمیشہ اہل زبان سے معنے دریافت کریں گے سب سے بڑی عقلی تفسیر قران کی امام فخر الدین رازی[۱] نے لکھی ہے جہاں سے سید صاحب نے بہت کچھ لیا تو بہی فخر الدین کے مضامین عقلیہ مسلمانون کے ایمان میں شامل نہوئے بلکہ جلال الدین سیوطی نے اسکی تفسیر کو چند سطروں میں ذلیل کر دکھلایا (اتقان نوع ۸۰) امام فخر الدین قد ملأ تفسیرہ باقوال الحکماء والفلاسفۃ

[۱] در اصل رے زئی باشندہ متصل بخارا۔

وشبّههما وخرج من شیئ الی شیئ حتی تقضی الناظر العجب من عدم مطابقة المورد للآیة - قال ابوحیان فی البحر جمع الرازی فی تفسیرہ اشیاء کثیرة طویلة لاحاجة بہا فی علم التفسیر ولذالک قال بعض العلماء فیه کل شیئ الا التفسیر والمبتدع لیس له قصد الا تحریف الآیات وتسویتها علی مذهبه الفاسد بحیث انه متی لاح له شاردة من بعید اقتنصها او وجد موضعا له فیه ادنی مجال سارع الیه - امام فخر الدین نے اپنی تفسیر کو اقوال حکماء اور فلاسفہ وغیرہ سے بہر دیا ہے اور ایک بات سے دوسری بات کیطرف نکل گیا یہانتک کہ ناظر کو مورد آیت کے ساتھہ عدم مطابقت سے تعجب ہوتا ہی ابوحیان نے کہا کہ رازی نے اپنی تفسیر میں نحوی باتیں جنکی علم تفسیر میں حاجت نہیں بکثرت لمبی چوڑی بہری ہیں اسیواسطے بعض علماء نے کہا کہ اسکی تفسیر میں سب کچھہ ہو لیکن قران کے معنے نہیں اس بدعتی کا اور کچھہ ارادہ نہیں مگر یہ کہ آیتون کو تحریف کرے اور اپنے فاسد مذہب کی برابر بناوے اسطرح سے کہ جب اسکو کوئی دور سے دوڑتا ہوا وہم نظر آگیا تو اسی کے درپے ہولیتا ہے یا کوئی ایسی جگہ ملجائے جہان ذرا کہڑا ہوسکے تو ادہر ہی دوڑ پڑتا ہے - یہی حال ان سب نیچریوں کا ہے آپ قران کے تابع نہیں ہوتے مگر قران کو اپنے تابع کرتے ہیں اور اپنے ذہن میں کچھہ مذہب کہیں سے لاکے قائم کرلیا ہے اسکے موافق قران کو بناتے چلے جاتے ہیں فی الحقیقت تفسیر نیچری انہیں دو چار لفظوں سے گرجاتی ہے کہ وہ قران کی اصلی وضع کے خلاف ہے -

چوتھا احمد - مرزا غلام احمد ہیں جنکی شان شریف میں یہ رسالہ لکھا گیا ہو وہ احمد سیوم کا مذہب رکھتے ہیں اور احمد دویم کی روش پر چلتے ہیں اور قران و حدیث کو نہ بسمت انبیاء اور نہ بسمت فلاسفہ مگر بسمت دریائے خبط کہینچ رہے ہیں

اور احمد چہارم رہنا نہیں چاہتے احمد اول نبیؐ کا اشتیاق ہے اسی لئے قرآن میں ہاتھ ڈالا اور اسمہٗ احمد وہاں سے اپنے لیئے نکالا جو سابق کے کبھی احمد کو نہ سوجھی تھی ابھی کیا کوئی دن میں احمد بلا میم اپنا نام رکھیں گے کیونکہ صوفی بھی ہیں اور ابھی دیکھو وہ کہتے ہیں کہ خدا نے مجھہ سے کہا (اے مرزا تو مجھہ سے ہے اور میں تجھہ سے ہوں) مرزا خدا سے پیدا ہوئے اور خدا مرزا سے پیدا ہوا ہے اگر کچھہ اور مطلب ہو تو انکے ذہن میں ہوگا عبارت کا مطلب یہی ہے اور اگر یہ ذو معنی کلام ہے تو اسی ذو معنی کلام بولنا جسکے ایک معنے سے خدا کی تحقیر ہو بے ایمان آدمی کا کام ہے -

دفعہ پنجم مسیح خداوند جلشانہٗ کی آمد ثانی کے بیان میں اور اور اقنوم ثانی ہونے کے ثبوت میں قرآن سے اور بعض کُتب معتبرہٗ اسلام سے

آمد مسیح کی بابت دیکھنا چاہیئے کہ بائبل شریف میں - اور احادیث محمدیہ میں اور قرآن میں کیا کیا کچھہ لکھا ہے - عہد عتیق کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ ازلی حاکم جو بیت اللحم سے نکلیگا اور دُنیا کو چھوڑ کے پھر آسمان پر چلا جائیگا وہی پھر آخر کو آئیگا اور وہی بحالی بخشیگا (میکہ ۵ سے ۴ یسعیا ۵-۲۳-۹) اناجیل کا بیان یہ ہے کہ وہی یسوع مسیح خدا کا حقیقی اور اکلوتا بیٹا جو مصلوب ہو کے صلیب پر مر گیا اور مدفون ہو کے تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھا اور چالیس دن تک دُنیا میں رہکے اور یہ ثبوت کامل آپکو زندہ ثابت کر کے آسمانوں پر چڑھ گیا اور عرش مجید پر خدا کے دہنے جا بیٹھا ہے دُنیا کے زندوں اور مُردوں کی عدالت کرنے کو آئیگا قیامت اُسی سے قایم ہوگی اور قیامت کر کے وہی عدالت کریگا اُسی سے کل بنی آدم کا آخری معاملہ متعلق ہے جزا و سزا وہی دیگا - پس انھیں مضامین کلامیہ کے موافق شروع سے ابتک ہم سب مسیحی اُسکی آمد شریف کے منتظر ہیں - اور ہمیں یہ بھی خوب معلوم ہے کہ دُنیا میں قیامت سے پہلے کئی ایک مثیل مسیح ظا

ہونگے چنانچہ (متی ۲۴-۲۴) میں اُنکی خبر ہے اور مسیح کا مثیل یا جھوٹا نبی یا جھوٹا مسیح یہ سب الفاظ ہم معنے ہیں مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میں اُن میں سے ایک ہوں میں بھی مانتا ہوں کہ ہاں آپ اُن میں سے ایک ہیں خدا اپنے بندوں کو آپ سے بچاوے۔

پھر دیکھو کہ حدیثوں میں کیا مرقوم ہے جہاں تک **مسیح** کی آمد ثانی کا بیان حدیثوں میں ہے اس میں صرف اتنی بات سچ ہے کہ ضرور وہی **یسوع ابن مریم** آنے والا ہے اور سب کچھہ حدیثوں میں غلط ہے اور اُمت مسیحیہ کو ایذا رسانی کی نیت سے شروع زمانہ کے محمدیوں نے وہ باتیں ایجاد کرکے لکھی ہیں مثلاً مسیح آئیگا۔ محمدی مسلمان بنیگا۔ مسجد میں نماز پڑھیگا۔ صلیبی ایمان کو مٹا دیگا۔ سور کو حرام کریگا۔ پھر شادی کریگا۔ بچے پیدا ہونگے۔ پھر مرجائیگا۔ اور محمد صاحب کی قبر کے پاس دفن ہوگا۔ پھر مدت بعد قیامت ہوگی۔ اور مسیح کی والدہ مریم محمد صاحب سے شادی کرینگی یہ سب ناپاک باتیں ایذا رسانی کے لئے ہیں۔ خدا نے تمکو عقل دی ہے سوچ لو کہ یہ مضامین کلام اللہ کے خلاف اور محمد صاحب کی شان اور مسیح کی تحقیر اور اُمت مسیحیہ کے دل دکھانے اور جاہل مسیحیوں کو اپنی طرف بلانے کے لئے ہیں یا نہیں۔ اگر یہ مضامین محمد صاحب کی تعلیم میں سے تھے تو قرآن میں کیوں نہ آئے سب نہ آتے تو ان میں سے کچھہ تو آتا قرآن میں ایک لفظ بھی ان باتوں میں سے نہیں ہے پھر ہم کیونکر کہیں کہ یہ محمد صاحب کی تعلیم ہے۔ پھر دیکھو کہ مرزا صاحب ان باطل حدیثوں کو لیکے اور انکے معنے بھی محض باطل طور سے قرار دیکے حیثی مسیح بنے ہیں یعنے بطلان پر بطلان کا دو منزلہ بنا کے اُسکی چھت پر چڑھ بیٹھے ہیں۔ وہ کیوں جانتے ہو اپنے سامنے دیکھہ لو کہ ان نیچریوں نے کس قدر تہمتی مضامین **مسیح** اور اُسکی والدہ کی نسبت اپنے دلوں سے ہمارے سامنے ایجاد کرکے اپنی تصانیف میں لکھے ہیں۔

اسی طرح محمدی عہد کے محمدیوں نے وہ احادیث وضع کرکے شہرت دی ہوگی جو زبانی بعض محمدیان رہی اور سو دو سو برس بعد وہ حدیثیں بن گئیں۔ صدہا حدیثوں کا

ایسا ہی حال ہے۔ عیسائیوں نے ہمیشہ صبر کیا اور عدالت الہی کے سپرد کیا وقت چلا آتا ہے کہ یہ سب لوگ اپنے حصائد السنہ کو دیکھیں گے۔

اب قرآن میں دیکھو کہ وہاں **مسیح** کی آمد کا کچھ ذکر ہے یا نہیں۔ صعود کا ذکر تو وہاں صاف صاف ہے کہ وہ مع بدن بغیر موت خدا کے پاس چلا گیا ہے۔ اور چوتھے آسمان پر چڑھ جانے کا قرآن میں ذکر نہیں ہے بلکہ الیّ و الیہ دو لفظ ہیں۔ اور نہایت مغیہ میں داخل ہے تب وہ اللہ تعالی کے پاس چلا گیا ہے (آل عمران رکوع ۵) انی متوفیک ای قابضک ورافعک الیّ من الدنیا من غیر موت (نسا رکوع ۲۲) وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ مسیح کو انہوں نے یقیناً نہیں مارا بلکہ اللہ نے اسکو اپنی طرف اٹھا لیا ہے۔ محمد صاحب مسیح کی صلیبی موت کا انکار کرتے ہیں تاکہ عیسائی لوگ نجات کی امید **مسیح** پر نہ رکھیں پس یہ امر واضح و یقینی کہ انکار خاص غرض سے ہے خیر اس میں ہماری بحث انکے ساتھ باقی ہے۔ مگر مع جسم اللہ کے پاس چلا جانا برابر مانتے ہیں جیسے کہ ہم مانتے ہیں۔ اور اسکے دنیا میں پھر آنے کا ذکر قرآن میں ہوا ہے یا نہیں۔ مرزا صاحب وغیرہ کہتے ہیں کہ نہیں ہوا صرف حدیثوں میں ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ قرآن میں **مسیح** کے پھر آنے کا ذکر تو ہے اور نہایت عمدہ طور سے انجیل کے موافق ہے نہ حدیثوں کے موافق بلکہ اس ذکر کے سامنے حدیثوں کا ذکر باطل اور لغو ٹھہر جاتا ہے اگر بیان مندرجہ ذیل بغور اور بانصاف پڑھو تو سمجھو گے۔ اناجیل کا بیان ہے کہ مسیح کا پھر آنا قیامت اور عدالت کے لئے ہے قرآن کا بھی یہی بیان ہے (سورہ نبا) میں لکھا ہے یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمن وقال صوابا ذلک الیوم الحق فمن شاء اتخذ الی ربہ مآبا ۔ جس دن کھڑا ہو جائیگا **الروح** اور سب فرشتے صف باندھ کے اس دن کوئی نہ بول سکیگا مگر وہ جسکو رحمن بولنے کا اذن دے اور وہ درست بات بولے یہ دن برحق ہے پس جو کوئی چاہے خدا کے پاس اپنا ٹھکانا بنا رکھے۔ مرزا صاحب تو اس آیت پر ایمان نہ رکھنے ہونگے کیوں کہ

فرشتوں کو ستاروں میں اور جبریل کو سورج میں ایسا جڑ چکے ہیں کہ وہ نکل ہی نہیں
سکتے (توضیح المرام) میں کہتا ہوں کہ الروح جو اوپر مذکور ہے کہ فرشتوں کو لیکے کھڑا
ہو جائیگا یہ یسوع مسیح خداوند جلشانہ ہے اگر نہ مانو تو اپنی تفاسیر میں ہمارے ساتھ
بحث کر لو۔ یہ الروح وہی شخص ہے جسکا نام محمد صاحب نے روح اللہ رکھا تھا۔ او
انسا، رکوع ۲۳) میں اسکا ذکر یوں کیا تھا وکلمتہ القہا الی مریم وروح منہ۔ اسی
کلمہ کا ذکر ہے جو (یوحنا ۱-۱) میں خدا کہلاتا ہے۔ اور روح منہ کے معنے ہیں کہ مسیح کی
روح خدا کی روح ہے اور وہ ملاں جو کہتے ہیں کہ قل الروح من امر ربی روح امر رب
ہے وہاں روح انسانی کا ذکر تھی روح خدا کا کہ وہ بھی امر رب ہو جائے اور کیونکر ہو سکتا
ہے جبکہ (تحریم کے آخر میں کہہ دیا) ونفخنا فیہ من روحنا اور مریم میں ہمنے اپنی روح
پھونک دی تھی (کتاب انسان کامل ۶۱ باب) ذکر دجال میں یسوع خداوند کی نسبت لکھا
ہے فینزل عیسی الروح وفی یدہ حربتہ الفتوح فیقتلہ ھناک لان عیسی ھو
روح الملک واذا جاء الحق زھق الباطل وانقطع حکم الملابس والدجال
نازل ہوگا عیسی الروح اور اسکے ہاتھ میں ہوگا ہتھیار فتوح کا پس قتل کریگا دجال
کو اسی جگہ کیونکہ عیسی اللہ تعالی کی روح ہے اور جب آئیگا حق نیست ہو جائیگا سب بطلان
اور شبہات وتاریکی کا حکم جاتا رہیگا۔

اب دیکھو کہ مفسرین قرآن الروح کسکو بتلاتے ہیں تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے
الروح ملک موکل علی الارواح تفسیر حسینی میں لکھا ہے روح ملکے است
موکل بارواح۔ ودر معالم گفتہ کہ مخلوقی از و بزرگتر نیست مدارک میں لکھا ہے
الروح جبریل عند الجمہور او ھو ملک عظیم ما خلق اللہ تعالی بعد
العرش خلق اعظم منہ۔ جبریل کو عام لوگوں نے الروح بتلایا ہے محض غلط ہی
جبریل کا یہ درجہ نہیں ہو سکتا کہ خدا کا قائم مقام ہو کے عدالت کرے اور غیر جنس
شخص کو عدالت کب جائز ہے اس لئے اللہ تعالی آپ ہی عدالت نہیں کرتا۔ ایک
فرشتہ ہے عظیم الشان خدا سے عرش کے سوا اس فرشتہ سے بڑا کوئی اور پیدا نہیں

کیا- وہی الروح فرشتہ مالک ہے سب ارواح مخلوقہ پر- اگر اس فرشتہ الروح کو تلاش کرو تو معلوم ہوجائیگا کہ وہی یسوع مسیح خداوند ہے اسی فرشتہ الروح کا بیان محمدیوں کے ایک بڑے عالم ربانی اور محقق مدقق نے جسکا نام عبدالکریم جیلانی ہے اپنی کتاب انسان کامل میں مفصل لکھا ہے میں وہاں سے لفظ بہ لفظ نقل کردیتا ہوں-

(۵۱ باب)

اعلم ان ھذا الملک ھو المسمی فی اصطلاح الصوفیۃ بالحق المخلوق بہ والحقیقۃ المحمدیہ- تو جان لے کہ یہ فرشتہ صوفیہ کی اصطلاح میں حق مخلوق اور حقیقت محمدیہ کہلاتا ہے- (میں کہتا ہوں کہ عیسائی اصطلاح میں اسکو حق مولود کہتے ہیں کیونکہ یہہ مخلوق نہیں ہے مخلوق وہ ہوتا ہے جو عدم سے وجود میں آوے اور مصنوع وہ ہوتا ہے جو مادہ میں تصرف سے بنے لیکن یہ فرشتہ نہ عدم سے آیا نہ تصرف مادی سے بلکہ ذات الہی میں سے نکلا اس لئے موجود ازلی کہلاتا ہے- اور اسکو حقیقت محمدیہ سمجھنا گناہ عظیم ہے کیونکہ وہ خدا ہے اور حقیقت محمدیہ الوہیت نہیں ہے قرآن میں محمد صاحب کو عبدہ و رسولہ و انا بشر مثلکم کہا گیا ہے اور معتزلوں کے نزدیک حضرت کا درجہ جبرئیل سے چھوٹا ہے اور سارے قرآن میں ایک لفظ بھی نہیں کہ محمد صاحب کی حقیقت الوہیت میں پہنچا دے پس جو خدا نہیں اسکو خدا کہنا نہ گناہ بلکہ کفر عظیم ہے) اس فرشتہ کو تم بھی خدا مانتے ہو کیونکہ بقول شما حق تعالی میں سے نکلا ہے حق تعالی میں سے حادث شے نہیں نکلتی بلکہ حق سے حق نکلتا ہے نظر اللہ تعالی الی ھذا الملک بما نظر بہ الی نفسہ- خدا نے اس فرشتہ کی طرف اس نظر سے دیکھا جس سے وہ اپنے آپکو دیکھتا ہے فخلقہ من نورہ وخلق العالم منہ- پس خدا نے پیدا کردیا اس فرشتہ کو اپنے نور سے اور تمام عالم کو پیدا کیا اس فرشتہ سے (دیکھو خدا نے اپنی ذات میں سے اسکو نکالا پہر بھی صوفی غلطی سے مخلوق کہتے ہیں مخروج کہو یا مولود-

یہی جگہ ہے کہ اقنوم ثانی کی ولادت معلوم کرسکتے ہو کہ ہم عیسائیوں کے اتہاناسیس عقیدہ میں نہایت درست لکھا ہوا ہے کہ نہ مخلوق نہ مصنوع مگر مولود ہے) اور یہی جگہ

مرتبین

ہے جہاں سے اسکا نام بیٹا ہوا ہے نہ استعارۃً بلکہ حقیقتاً کہ وہ ذات الٰہی میں سے نکلا اسلئے بیٹا ہے۔ اور اکلوتا اس لیئے کہلایا کہ اور کوئی شے خدا کی ذات میں سے نھیں نکلی یہی اکیلا اُس میں سے نکلا اور سب کچھہ جو پیدا ہوا اس سے پیدا ہوا۔ وجعلہ مُحل نظرہ من العالم اور خدانے اس فرشتہ کو کل عالم میں سے اپنی نگاہ کا محل بنایا ہے (پس خدا کی نگاہ اولاً اُسمیں ٹھہرتی ہے اور اُسی میں سے ہوکے سب کچھہ جو چاہتی ہے دیکھتی ہے۔ (ومن اسماءہٖ امر اللہ) اور اُسکے بہت ناموں میں سے ایک نام اُسکا امر اللہ بھی ہے وھو اشرف الموجودات واعلاھا مکانتہً واسماھا منزلتہً اور وہ مرتبہ اور درجہ میں اشرف واعلیٰ اور بہت اونچا ہے کُل موجودات سے لیس فوقہ ملکٌ اُسکے اوپر کوئی فرشتہ نھیں ہے وھو سید المقربین وافضل المکرمین وہ سب مقربوں کا سردار اور سب بزرگوں میں افضل ہے۔

ثم اعلم انہ لما خلق اللہ ھذا الملک مِرآۃً لذاتہ لا یظھر اللہ تعالیٰ بذاتہ الا فی ھذا الملک پھر تو سمجھہ لے جبکہ خدا نے اس فرشتہ کو اپنی ذات کا آئینہ بنایا ہے تو وہ یعنے خدا اپنی ذات سے ظاہر نھیں ہوتا مگر اسی فرشتہ میں (وہ خدا کی ذات کا مظہر ہے) وظھورہ فی جمیع المخلوقات اِنما ھو بصفاتہ اور خدا کا ظہور تمام مخلوقات میں صرف اُسکی صفات سے ہے (اور اس فرشتہ میں ذات سے ہے) فھو قطب العالم الدنیوی والاخروی۔ وہ مرکز ہے دُنیاوی اور اُخروی عالم کا وقطب اھل الجنتہ والنار واھل الکثیب والاعراف اور قطب ہے اہل جنت واہل نار اور اونچے ٹیلوں واعراف والوں کا۔ الروح المذکور فی کتاب اللہ تعالیٰ حیث قال یوم یقوم الروح الخ الروح۔ جسکا ذکر خدا تعالیٰ کی کتاب میں ہے جہاں اُسنے کہا ہے کہ یوم یقوم الروح آخر تک یہی فرشتہ مراد ہے ذٰلک الیوم الحق۔ یہ حق کا دن ہے ای یوم یقوم ھذا الملک فی الدولتہ الالٰھیتہ۔ یہ حق کا دن وہی دن ہے جس میں یہ فرشتہ خدائی کی دولت میں کھڑا ہوجائیگا والملائکتہ بین یدیہ وقوفاً صفاً فی خدمتہ اور سب

فرشتے اُسکے سامنے اُسکی خدمت میں صفیں باندھکے کھڑے ہونگے وھو وانی
عبودیت الحق متصرف فی تلک الحضرت الالھیتہ بما امر اللہ تعالی بہ اور
وہ فرشتہ خدا تعالی کی عبودیت میں کھڑا ہوجائیگا اُسکی الہی درگاہ میں کام کریگا
جیسے اللہ اُسکو کہیگا وقولہ لا یتکلمون راجع الی الملا یکتہ دونہ اور یہ
قول اُسکا کہ کوئی بول نہ سکیگا فرشتوں کی نسبت ہے نہ اس الروح فرشتہ کی
فھو ماذون لہ فی الکلام مطلقاً فی الحضرۃ الالھیتہ لانہ مظہرھا
الاکمل ومجلاھا الافضل کیونکہ اس فرشتہ کو پوری اجازت خدا کی درگاہ میں
بولنے کی ہے اس لیئے کہ وہ خدا کا کامل مظہر اور اُسکا افضل روشن کنندہ ہے۔

یہ سارا بیان **یسوع مسیح** کا ہے اور مصنف کتاب النسان کامل نے
کہاں سے پایا اُس نے انجیل شریف تو کبھی نہیں پڑھی چنانچہ اُسکے ۴۸ باب سے
ظاہر ہے کہ جو کچھ وہ عیسائیوں کی نسبت لکھتا ہے محض غلط ہے پھر اُسنے یہ پاک
اور برحق مضامین کہاں سے پائے جو اعلی درجہ کی معرفت ہے۔ یقیناً توریت
سے اور کتب انبیا سے اور **یہود** کے بزرگان دین سے اور مسیحی ولی اللہ لوگوں
سے۔ اُسکے عہد میں انجیل رومن کیتھولک لوگوں نے دبا رکھی تھی کسی کو نہ دیتے
تھے البتہ توریت اور کتب انبیاء یہود کی طرف سے عام تھے۔ اور یہودیوں کا میل
ملاپ محمدیوں سے بہت تھا اُنہوں نے یہ زندگی بخش بیان جو تمام کلام اللہ کا عطر
ہے توریت سے نکال رکھا تھا محمد صاحب نے اور بعض لایق علماء محمدیہ نے وہاں
سے پایا ہے اور اپنی خاص کتابوں میں رکھا اور اسرار معرفت کے عمدہ خزانوں
میں جمع کیا۔ انجیل کو پاتے تو غالباً سمجھ جاتے کہ وہی فرشتہ ہے جو اقنوم ثانی
کہلاتا ہے اور وہی مجسم ہوکے یسوع مسیح ہوا ہے یہ وہی فرشتہ ہے جو آدم سے
بہشت میں اور ابراہیم سے بلوط کے نیچے اور **یعقوب** سے پوڑی کے آسمانی
سرے پر اور **موسی** سے بمقام جھاڑی اور **یشوع** سے یریحو کے باہر اور منوحہ
سے کھیت میں ملا تھا وغیرہ وغیرہ وہی ہے جو مجسم ہوکے آیا اور آدمی بنا اور آدمیوں

کی مشکل کشائی کی - پس ہم نے اس فرشتہ کا بیان مفسرین قرآن سے اجمالاً اور حسب رضا انسان کامل سے مفصلاً سُنا - اب کچھہ اس فرشتہ کی بابت حضرت محمد صاحب سے بھی سُنو - نقل عن علي رض انہ قال ھو ملک لہ سبعون الف وجہ ولکل وجہ سبعون الف لسانٍ ولکل لسانٍ سبعون الف لغتہٍ یسبح اللہ تبارک اللغات کلھا ویخلق اللہ بکل تسبیحہ ملکاً یطیر مع الملائکۃ الی یوم القیامۃ - لم یخلق اللہ تعالیٰ اعظم من الروح غیر العرش ولو شاء ان یبلع السموات السبع والارض ومن فیھن بلقمۃٍ واحدۃٍ -

نقل ہوئی ہے حضرت علی سے کہ اس نے کہا وہ ایک فرشتہ ہے اُس کے ستر ہزار موںہہ ہیں اور ہر موںہہ میں ستر ہزار زبان ہیں اور ہر زبان میں ستر ہزار لغت ہیں ان تمام لغات سے وہ خدا کی تسبیح کرتا ہے اور خدا اُسکی ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے اور وہ فرشتہ سب فرشتوں کے ساتھہ قیامت تک اوڑتا رہیگا خدا نے اس فرشتہ الروح سے بڑا سواء عرش کے کوئی مخلوق پیدا نہیں کیا اور اگر یہ الروح چاہے تو ساتوں آسمانوں اور زمینوں کو اور جو کچھہ اُن میں ہے ایک لقمہ میں نگل جائے - یہ حدیث امام فخر الدین رازی نے لکھہ کر اس پر یوں اعتراض کیا ہے کہ اس میں مبالغہ ہے اور کہ صرف علی کو حضرت نے یہ بات سُنائی اور کسی کو نہ سنائی اسکے کیا معنے ہیں اسلئے یہ حدیث ضعیف ہے - اسکا جواب میری طرف سے امام صاحب کو یہ ہے کہ لفظ ستر ہزار سے کثرت پر اشارہ ہے نہ عدد معینہ پر کئی جگہ ایسا مان چکے ہو پہر خدا کے کام عقلی انحصار سے باہر ہیں تب کچھہ مبالغہ نہیں خدا کی شان ہے اور یہ کہنا کہ علی کے سوا اور کسیکو حضرت نے کیوں نہ یہ بات سُنائی جواب یہ ہے کہ خاص باتیں خاص اشخاص سے ہوا کرتی ہیں نہ عام لوگوں سے - یہاں تو ابن مسعود بھی کہتے ہیں کہ حضرت نے مجہہ سے ایسا کہا ہے دیکھو محمد صاحب کے اصحاب میں سے صرف دس آدمی ہیں (اتقان نوع ۸۰) جو مفسر قرآن ہیں اُن میں بدرجہ چہارم حضرت علی اور بدرجہ پنجم ابن مسعود ہیں اور انکی تفسیر بڑی معتبر سمجھی جاتی ہے اور دیانتدار آدمیوں کے سامنے اصلی

مصنف قرآن یہی لوگ ہیں پس دیکھو ابن مسعود کا بیان کتاب علین المعانی سے تفسیر حسینی میں بھی یوں ہی منقول ہے پس حدیث مذکورہ معتبر شخصوں سے منقول ہوئی ہے۔

پس ثابت ہو گیا کہ جس شخص کو توریت و انجیل نے عدالت کنندہ بتلایا ہے اُسی کو حضرت نے بھی قرآن میں عدالت کنندہ لکھا ہے کیونکہ کتب انبیاء سے اُنہوں نے سُن کے سمجھ لیا تھا ہاں یہ بات بعض یہودیوں سے اور محمد صاحب سے بھی پوشیدہ رہی تھی کہ وہی الروح مجسم ہو کے یسوع مسیح ہوا ہے تب ہی تو وہ اُسکی الوہیت کے منکر ہوئے لیکن اقنوم ثانی کے وجود کے تو قایل ہیں۔

موسی سے کچھ پہلے ملک عرب میں ایک خدا کا سچا نبی تھا جسکا نام **ایوب** ہے اُس نے با لہام یوں خبر دی تھی (۱۹-۲۵) جولی حي و آخرون لعمل عا فار لیقوم - قیمت دیکھے میرا چھوڑانے والا جیتا ہے اور آخری دن وہ خاک پر آکھڑا ہو گا - اور حنوک کی پیشین گوئی یہودیوں میں عام مشہور تہی (یہودا ۱۴) دیکھ خداوند اپنے لاکھوں مقدسوں کے ساتھ آتا ہے کہ سبھوں کی عدالت کرے - اور مسیح نے خود فرمایا تہا (متی ۲۵-۳۱) جب ابن آدم اپنے جلال سے آئیگا اور سب پاک فرشتے اُسکے ساتھ تب وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیگا اور سب قومیں اس کے آگے حاضر کیجائینگی - اب معلوم ہو گیا کہ قرآن میں مسیح یسوع کی آمد ثانی کا ذکر اُسی طرح سے مرقوم ہے جیسے کتب مقدسہ میں ہے نہ جیسے حدیثوں میں ہے تب احادیث لائق اعتبار نہ رہیں۔

دفعہ ششم مرزا صاحب کے دعوی مسیحیت کے ابطال میں

دفعہ گذشتہ میں سمجھ لیا کہ مسیح کی آمد ثانی کا ذکر انجیل اور قرآن میں مساوی طور سے ہوا ہے اور حدیثوں میں جو ذکر ہے وہ صرف ایذا رسانی کے لئے متعصب لوگوں سے ہے اور کتب احادیث میں آگیا ہے مگر وہ سب حدیثیں قرآنی بیان سے مخالف

ہوکے باطل ہو جاتے ہیں دانشمند کے سامنے پس اُن باطلات میں سے دو حدیثیں
مرزا صاحب نے اپنے دعوی مسیحیت کے لئے چُن لی ہیں ایک فارسی دوسری
دمشقی حدیث - فارسی حدیث کہ لوکان العلم بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس
ابناء فارس میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا ایسا عقیل کہ ثریا میں علم ہو وہ اُسکو بھی
پہنچیگا - واضح ہو کہ یہ بیان کسی مسیح کا نھیں ہے اور نہ یہ حضرت کی حدیث ہے بلکہ
امام اعظم ابی حنیفہ کوفی فارسی النسب کی نسبت اُنکے شاگردوں کا ایک قول تھا
جو شہرت پاکے حدیثوں میں قلمبند ہوگیا - اور وجہ یہ ہوئی تھی کہ جیسے امامتِ
رسول کے لئے قریشی ہاشمی وغیرہ ہونا شرط سمجھا گیا تھا ویسے امامت اجتہادی
میں بھی کچھ ایسے خیال عوام کے ہوگئے تھے کہ امام شافعی وحنبل ومالک وغیرہ
عربی النسب ہوکے معزز تھے اور امام اعظم فارسی النسب ہوکے بعض سے حقیر سمجھے
جاتے تھے اُس وقت امام صاحب کے شاگردوں سے ایسی حدیثیں تصنیف ہوگئی
تھیں اور یہی سبب ہے کہ ابن جوزی محدث کے پوتے نے کتاب انتصار الامام
لکھی تھی اس میں ایسی حدیثیں بہت منقول ہیں اور یہ حدیث ابوحنیفہ کی نسبت زیادہ
مشہور ہے - اس قسم کی سب حدیثوں کی نسبت یعنے جو کہ امام صاحب کے حق
میں وضع ہوئی ہیں جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب اتمام الدرایہ کے
صفحہ ۱۳ میں یوں لکھ دیا ہے (وما یورد فی ذکر ابی حنیفۃ من الاحادیث
فباطل کذب لا اصل لہ) یعنے ابی حنیفہ کے حق میں جس قدر حدیثیں وارد
کیجاتی ہیں بطلان اور جھوٹ ہے جسکی کچھ اصل نھیں ہے پس شے باطل سے
مرزا صاحب کا استدلال بھی باطل ہوا -

پھر اُنھوں نے ثریا میں سے کچھ علم بھی نہیں نکالا بلکہ وجود ملائکہ کا علم وہاں گم
کر دیا اور سب کچھ ستاروں کی تاثیر سے ہوتا ہے بیان کرکے اسلام کو ہندوؤں کے
جوتش میں دھکا دیدیا اور یہ خیال بھی اُنکا اجتہادی نہیں بلکہ اُنھوں نے کتاب مخزن
ادویہ کے مقدمہ کی ۱۳ فصل میں سے نقل کیا ہے جو کُہنہ ومتروک خیال ہے اس کے

بعد دمشقی حدیث ہے جس میں یوں لکھا ہے کہ جب مسیح آئیگا تو منارۂ دمشق کے نزدیک اُتریگا اور زرد کپڑے پہنے ہوگا - مرزا صاحب کہتے ہیں کہ تم سب مسلمان میرے موضع قادیاں کو دمشق شہر سمجھ لو - اور میری مسجد کے منارہ کو دمشقی منارہ قرار دو اور میں جو وہاں رہتا ہوں مجھ کو دمشق میں اُترا ہوا مسیح سمجھو اور پھر مجھ بیمار دایم المرض زرد رنگ کو زرد کپڑوں والا مسیح جانو - مرزا صاحب کے اکثر بیان اسی قسم کے ہیں جن پر وہ نازاں ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اُنکے جوابات سے کفار عاجز اور مُردہ ہیں اب فرمائیے کہ اس دمشقی حدیث کا کیا جواب دیں میرے پاس فی الحال دو جواب نقد موجود ہیں **اول** آنکہ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا - الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا وناولہا - **دویم** آنکہ آجکل لاہور میں بعض نامی گرامی ڈاکٹر موجود ہیں مرزا صاحب وہاں جاکے صحتِ دماغی کا سارٹیفکٹ لائیں اور جب کسی کو ایسے مضامین سنایا کریں تو پہلے وہ سارٹیفکٹ دکھلا دیا کریں تب سامعین اسی خیالوں پر توجہ کرینگے -

پھر ایک اور لطف کی بات سُنو کہ اولاً وہ حدیثی مثیل مسیح بنے تھے اور کہا تھا کہ میں ابن مریم نہیں ہوں - اسکے بعد ایک ایسی ہوا چلی کہ مرزا صاحب مرزا فارسی شدہ ہے بلکہ ابن مریم یہودی بن گئے (ازالہ صفحہ ۶۷۳) فرماتے ہیں کہ فرمان الٰہی آیا کہ جعلناک المسیح ابن مریم یعنے تجھ کو درحقیقت وہی مسیح ابن مریم بنا دیا - پھر مرزا صاحب فرماتے ہیں (وکان اللہ علی کل شیئ قدیر) خدا ہر چیز پر قادر ہے - یہاں مرزا صاحب خرقِ عادت کے قائل ہوگئے اور نیچریت کو نیچے گرادیا (توضیح المرام صفحہ ۹) میں لکھ چکے تھے کہ خدا تعالیٰ خرقِ عادات نہیں کیا کرتا اور کہ حضرت محمد صاحب کو بھی خوارق عادت نہیں ملی تھی - اب یا تو مرزا صاحب مرزا ہیں نہ مسیح ابن مریم - یا مرزا صاحب کا اور نیچریوں کا وہ قانون غلط ہے کہ خوارقات ظہور میں نہیں آسکتے ہیں - حاصل آنکہ یہ سب چالاکیاں ہیں اور کچھ نہیں ہے -

پھر میں پوچھتا ہوں کہ مرزا صاحب کو دعویٰ مسیحیت سے کیا علاقہ تھا لفظ مسیح در اصل ماشیحا لفظ عبرانی بمعنے تیل ملا ہوا شخص ہے اور یہ لفظ یہودیوں کا اصطلاحی

لفظ ہے نہ مسلمانوں کا۔ یہودیوں میں جب کسیکو بادشاہی کا یا کہانت کا یا نبوت
کا عہدہ بخشا جاتا تھا تو اُس پر تیل چپڑ کے اُسکو مسیح کہتے تھے اور یہ تین قسم کے
مسیح تین عہدوں پر جُدے جُدے اشخاص مقرر ہوا کرتے تھے۔ ہمارا رب رحیم
مالک یسوع جب دُنیا میں آیا تو اس پر کسی آدمی نے کبھی اُسکو مسیح بنانے کے لئے
تیل نہیں چپڑا اور نہ وہ اُن تین عہدوں میں سے کسی ایک عہدہ پر آیا بلکہ تینوں
عہدوں کا حقیقی مالک اور مکمل اور مادرزاد مسیح اپنے باپ خدا سے ممسوح ہو کے
آیا اور عین تولد کے وقت فرشتوں نے اُسکو مسیح کہا اور روح القدس نے شمعون
سے کہا کہ تو خدا کے مسیح کو دیکھ کے مریگا نہ اُسکو جو ۳۰ برس بعد مسیح ہوگا پس ہمارا خداوند
مادرزاد مسیح تھا اور ہر سہ عہدوں کا پورا مختار اور مکمل اور خاتم وہ تھا جیسے نبیوں
کی کتابوں میں خبریں تھیں۔ اب مرزا صاحب سے پوچھو کہ آپ کیسے مسیح بنتے ہیں
تینوں عہدوں پر ہاتھ ڈالتے ہیں یا کسی ایک عہدہ کے مدعی ہیں۔ اگر کہانت کے
لئے مسیح بنتے ہیں تو پہلے کفارہ کے قائل ہو جائیے اور مسلمانوں کو کفارہ کا قائل
کیجئے اور کوئی ہیکل قایم کیجئے جہاں وہ برّے لایا کریں اور آپ کہانت کا کام کیا
کریں اور جو نبوت کے لئے مسیح بنتے ہیں تو نبوت محمدیہ کا انکار کر کے مسلمانوں سے
فیصلہ کیجئے کہ وہ اپنے ختم رسالت کو پھر جاری کرتے ہیں یا نہیں۔ اور جو بادشاہی
کے لئے بنتے ہیں تو گورنمنٹ سے فیصلہ کریں اور اگر ان تینوں عہدوں پر دست اندازی
ہے تو فرمائیے آپ کب مصلوب ہو کے اپنی جان مسلمانوں کے کفارہ میں دیں گے
اور کب آسمان پر جا کے کہانت و بادشاہی کا کام شروع کریں گے اور کس وقت سے
آپ حق المخلوق بن کے اس الہی بوجھ کو اُٹھائیں گے۔ مرزا صاحب مناسب یوں
ہے کہ اس دعوی مسیحیت سے توبہ کریں اور انہونی بات کے درپے نہ ہوں۔ بدستور
صوفیہ آپکو فنا فی الرسول تبلا کے رسول اللہ کہیں تو زیبا ہے دیکھو شیخ شبلی نے کہا
تھا انی رسول اللہ اس پر ایک شاگرد بولا تھا اشہد انک رسول اللہ
اور انسان کامل کے ۶۰ باب میں عبد الکریم جیلانی فرماتے ہیں کہ میں نے ۷۹۶ھ ہجری

ہیں بمقام شہر زبید جو ملک یمن میں ہے اپنے پیر مرشد شرف الدین کی صورت
میں رسول اللہ کو دیکھا تھا۔ پس فنا فی الرسول ہوگئے آپ اگر چاہیں تو کسی قدر تصرف
شرایع محمدیہ میں بھی کر سکتے ہیں جیسے شیخ شبلی نے اپنی عمر کے آخر سال میں لا الہ
الا اللہ کہنا چھوڑ دیا تھا اور صرف اللہ کہتے تھے اور دلیل اس اختصار کی (انعام کے
رکوع ۱۱ سے) یوں نکالی تھی (قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون) لیکن
یہ ایک سنجیدہ بات ہے جو آپ سے مخفی نہیں ہو سکتی۔

دفعہ ہفتم تثلیث جلیل و روح القدس نبیل کے بارہ میں

مرزا صاحب نے جو بیان تثلیث و روح القدس کا اپنی کتاب "توضیح المرام"
میں کیا ہے جسکا خلاصہ دفعہ سیوم میں دکھلایا گیا وہ بیان انہوں نے نہ صرف
بیبل کے خلاف بلکہ اپنے علماء معتبرین اور مفسرین کے خلاف لکھا ہے اور وہ
بیان انکا ہیچ پوچ اور خدا تعالی کی جناب میں ایک سخت گستاخی ہے میں نہیں چاہتا کہ
اس مقام پر بحث کو طول دوں مگر حقیقی باتوں کی طرف ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں
واضح ہو کہ کلام اللہ شریف میں تثلیث جلیل کا بیان عین ذات الہی میں دکھلایا
گیا ہے۔ اور احدیت و واحدیت دو لفظ جو علماء کبار میں مستعمل ہیں یہ ہندوں کے
نرگن و سرگن کا ترجمہ ہیں پس وہ ذات احدیت جو نرگن ہے اُس میں تثلیث
ہے نہ صفات میں نہ اُسکی مخلوقات و مصنوعات میں بلکہ عین ذات میں تثلیث موجود
ہے پس جب آپ صاحبان تثلیث کے بارہ میں سوچتے ہیں تو خدا کی صفات
یا مظاہر صفات میں فکر نہ کریں بیفائدہ تکلیف نہ اُٹھائیں عین ذات احدیت
میں حق موجود و حق مولود و روح القدس معبود کو تلاش کریں اگر کچھ باطنی نگاہ
سے نظر آجائے تو مان لیں نہ نظر آئے نہ مانیں۔ دفعہ پنجم میں حق تعالی یا حق موجود
کا اور حق مولود کا بیان ہو چکا جسکو صاحب انسان کامل نے حق المخلوق تبلایا ہے
یہی دو اقنوم ہیں جن کو محمدی علماء کبار بلکہ قران بھی مان گیا اور سب مفسرین

و بعض احادیث میں حضرت علی اور ابن مسعود بھی حضرت محمد صاحب سے سُن کے مان چکُے اور یہاں ہمارا اور محمدیوں کا بڑا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اب روح القدس معبود کا کچھ بیان لکھتا ہوں تاکہ محمدیوں کی کتابوں سے محمدیوں کے سامنے یہ بات ظاہر ہو جائے کہ ہم مسیحی تثلیث جلیل کو اُسی طرح مانتے ہیں جس طرح تمہارے بزرگوں نے بھی مانا ہے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اسکا نہ ماننے والا کلام اللہ کے ساتھ سرکشی کرتا ہے اسوقت چند امر غور طلب ہیں۔

امر اول بیبل شریف میں خدا کی روح کا ذکر شروع سے آخر تک ایسا واضح اور صاف ہے جسکا انکار سوا اہل غرض کے کوئی دانشمند نہیں کرسکتا کہنا پڑتا ہے کہ ضرور خدا کی روح موجود ہے جیسے ہر مخلوق کی روح اس میں ہے ویسے خالق کی روح خالق میں ہے اسی کا نام روح القدس ہے اور وہ غیر مخلوق ہے کیونکہ خالق غیر مخلوق ہے ظہور لفظ کُن سے پہلے اُسکی روح اُس میں موجود تھی اور ہے جیسے کہ حق مولود اُسکی ذات میں قایم تھا اور ہے۔

امر دوم۔ بیبل شریف سے ظاہر ہے کہ روح القدس کو سب نبیوں نے اور اُنکے مومنین نے پہچانا اور خدا جانا۔ اور کہ خدا نے اپنی مرضی اسی روح القدس کے وسیلہ سے اپنے بندے نبیوں پر ظاہر کی (۲ پطرس ۱-۲۱) کہ وہ روح کے بُلائے بولتے تھے اور وہی برحق کلام اللہ ہے جو روح القدس سے آتا ہے کیونکہ خدا تعالی آپ اپنی روح سے کسی اپنے بندہ کی روح کو چھوتا اور موثر و منور کر کے اپنی مرضی آپ اُسپر مُنکشف کیا کرتا ہے تب ہم اُس شخص کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ خدا کا سچا نبی ہے اور اُسکو الہام حقیقی ہوتا ہے۔ نیچری الہام حقیقی الہام نہیں وہ ایسا ہے جیسے چڑیا چوں چوں اور کاگ کاں کاں کرتے ہیں اُسکی اطاعت کسی پر واجب نہیں الہام حقیقی کی اطاعت فرض عین ہے۔

اور کہ الہام الہی پہنچانا کسی مخلوق شے کا کام نہیں صرف روح القدس کا کام ہے جو اللہ تعالی کی روح ہے۔ پھر دیکھو کہ روح القدس کا کلام بغیر فیضان اُسی روح القدس

کے کسی پر کھُلتا بھی نہیں یعنے بغیر روح القدس کے وہ کلام نہ آتا نہ کھُلتا۔

امر سیوم محمد صاحب نے اپنا قرآنی الہام کہاں سے پایا آیا روح القدس سے پایا ہے یا نہیں۔ اگر روح القدس سے جو اللہ تعالیٰ کی روح ہے نہیں پایا تو اُن کا الہام حقیقی الہام نہیں ہو سکتا۔ یہی مقام ہمارے اور محمدیوں کے درمیان فیصلہ کا ہے۔ اگر کسی فرشتہ سے پایا تو وہ بھی الہام نہیں ہو سکتا الہام بخشنا خدا کا اپنا کام ہے ہاں فرشتہ کے وسیلہ سے کوئی خاص بات سمجھائی جاتی ہے الہام نہیں بخشے جاتے پس قرآن سے دریافت کرنا چاہئے کہ محمد صاحب کے پاس روح القدس آیا یا نہیں اور کہ وہ روح القدس کو الٰہ پہچانتے ہیں یا نہیں۔

قرآن میں چار دفعہ روح القدس کا نام آیا ہے تین بار **یسوع مسیح** جلّ جلالہ کی نسبت (بقر ۱۱ و ۳۳ و مائدہ رکوع ۵) اور ایک دفعہ محمد صاحب کی نسبت (نحل رکوع ۱۴)۔

اب دیکھو کہ مسیح کی نسبت جو روح القدس کا ذکر تین بار آیا اُس سے کیا معلوم ہوتا ہے آیا محمد صاحب روح القدس سے واقف ہیں اور کہ اُنکے مومنین روح القدس سے آگاہی رکھتے ہیں یا نہیں علماء محمدیہ نے پانچ معنے روح القدس کے بیان کئے ہیں جن میں چار معنے غلط اور ایک معنے صحیح ہیں جن سے عام مسلمان آگاہ نہیں ہیں لکھا ہے (واتیدناہ قویناہ بروح القدس) اراد بہ جبریل وقیل روح عیسیٰ وصفہا بہ لطہارتہ عن مس الشیطان اولکرامتہ علی اللہ ولذلک اضافہا الی نفسہ ولانہ لم یضمہ الاصلاب ولا ارحام الطوامث والانجیل او اسم اللہ الاعظم الذی کان یحیی بہ الموتی کذا فی تفسیر بیضاوی۔

اول معنے آنکہ روح القدس سے مراد جبرئیل دویم آنکہ حضرت عیسیٰ کی روح کا نام روح القدس ہے اور وہ پاک روح اسلئے ہوئی کہ اُسکو شیطان نے نہیں چھوا یا اسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ روح ہے اور اسی لئے تو خدا نے اُس کی روح کو اپنی طرف لگایا ہے (ونفخنا فیہ من روحنا) کہکے یا وہ اسلئے پاک ہے کہ اُسکو اصلاب آباء اور ارحام حائضات نے اپنے اندر نہیں رکھا (ومریم لم تحض

قط) اور مریم کو کبھی حیض نہیں آیا۔ معنے سیوم آنکہ روح القدس سے مراد انجیل شریف ہے معنے چہارم آنکہ روح القدس اللہ تعالی کا کوئی بڑا نام ہے جس سے مسیح مُردے جلایا کرتا تہا۔ یہ چار معنے روح القدس کے جو علماء محمدیہ نے سُنائے اُنکی بڑی مہربانی ہے کہ ایسے معنے بتلائے لیکن سب غلط ہیں روح القدس نام ہے خدا کی روح کا پانچویں معنے جو محمدیوں نے درست بتلائے ہیں چند سطور کے بعد آتے ہیں اب دیکہنا چاہیئے کہ محمد صاحب نے اپنی نسبت روح القدس کا نام کیونکر لیا ہے (قل نزلہ روح القدس من ربک بالحق۔) کہہ نازل کیا ہے قرآن کو روح القدس نے تیرے رب کی طرف سے سچ سچ۔ اور (سورہ مجادلہ رکوع ۳ میں) حضرت نے اپنے مومنین کی نسبت یہی دعویٰ کیا ہے کہ (ایدھم بروح منہ) مدد دی ہے خدا نے اُنکو اپنی روح سے اب دیکہنا ہے کہ مراد حضرت کی روح القدس سے کیا ہے عام محمدی عالم کہتے ہیں کہ مراد جبریل فرشتہ ہے یعنے محمد صاحب نے روح القدس نام رکھا ہے جبریل فرشتہ کا چنانچہ انہوں نے اپنی تفسیروں اور لغات میں یہی مطلب جا بجا لکہہ رکھا ہے اگر یہ ہے تو معلوم ہوا کہ محمد صاحب روح القدس کو نہیں پہچانتے تب وہ ہرگز خدا کے نبی نہیں اور ان کا الہام درست نہیں اور سارا انتظام اسلام نادانی پر قایم ہے ہم جو اہل کتاب ہیں کبہی نہیں مان سکتے کہ روح القدس جبریل ہے جبریل ایک فرشتہ ہے روح القدس اللہ تعالی ہے باتفاق کل انبیا۔ لیکن قرآن میں صاف طور سے کہیں نہیں لکہا۔ کہ روح القدس جبریل کا نام ہے یہ مطلب بعض علماء محمدیہ نے ایک دو آیت کے نتیجے سے نکالا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ نتیجہ غلط ہو کیونکہ محمدیوں میں بعض بزرگ عالم کہتے ہیں کہ جبریل اور شخص ہے اور روح القدس اور شخص ہے اور جبریل ایک مخلوق فرشتہ ہے اور روح القدس غیر مخلوق درجہ الوہیت میں ہے (کتاب انسان کامل ۴۳ باب) کے آخر میں لکہا ہے فکان محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابا لجبریل و اصلا لجمیع العالم۔ محمد ہے جبریل کا باپ اور تمام عالم کی اصل اصل اسلئے تبلایا کہ غلطی سے اُسکو حق مخلوق سمجھ رکہا ہے یعنے اقنوم دوم بلا دلیل بنا بیٹھے ہیں۔ اور

روح القدس کے پانچویں صحیح معنے اس بزرگ مصنف نے اپنے ۵۰ باب میں یوں بیان کئے ہیں اعلم انّ روح القدس ھو روح الارواح - تو جان لے کہ روح القدس سب روحوں کی روح ہے وھو المنزہ عن الدخول تحت حیطۃ کن اور وہ پاک ہے احاطہ کُن کے نیچے داخل ہونے سے فلا یجوز ان یقال فیہ انّہ مخلوق کہ اُسکو مخلوق تبلانا جایز نہیں ہے - لانہ وجہ خاص من وجوہ الحق اس لئے کہ وہ خدا کے مونہوں میں سے ایک خاص مونہہ ہے قام الوجود بذلک الوجہ اسی مونہہ سے وجود قایم ہوا ہے فھو روح کا لارواح پس وہ ایک روح تو ہے نہ مثل سب روحوں کے لانہ روح اللہ اس لئے کہ وہ روح ہے اللہ تعالی کی وھو المنفوخ منہ فی آدم وہی روح آدم میں پھونکی گئی تھی و الیہ الاشارۃ فی قولہ تعالی و نفخت فیہ من روحی اسی روح القدس کی طرف اشارہ ہوا ہے خدا تعالی کے اُس قول میں کہ میں نے اپنی روح اُس میں پھونکی تھی فروح آدم مخلوق و روح اللہ لیس بمخلوق پس آدم کی روح مخلوق تھی اور خدا کی روح غیر مخلوق تھی فھو روح القدس ای انہ الروح المقدس عن النقایص الکونیۃ پس وہ روح القدس ہے جو پاک ہے نقایص کونیہ سے یعنے کن فیکون کے عیب سے پاک ہے - وذلک الروح المعبر عنہ بالوجہ الالھی فی المخلوقات - یہی روح ہے جسکو خدا کا مونہہ مخلوقات میں بتلایا گیا ہے وھو المعبر عنہ فی الایۃ لقولہ فاین ما تولوا فثم وجہ اللہ - اسی کا ذکر اُس قرآنی آیت میں ہے کہ جدہر تم مونہہ پھیرو اُدھر خدا کا مونہہ ہے -

محمد صاحب اور سب مسلمان نماز میں کس کو سجدہ کرتے ہیں وجہ اللہ کو کرتے ہیں اور بیان بالا سے ثابت ہو گیا کہ وہ روح القدس وجہ اللہ ہے پس وہ روح القدس کو سجدہ کرتے ہیں اور حق ہے کہ ہم اسکو سجدہ ہو کیونکہ وہ اللہ تعالی ہے (زبور ۱۳۹ ۔ ۷ سے ۱۳ تک) میں اسی روح القدس کا بیان ہے کہ وہ ہر کہیں موجود ہے -

اب فرمائیے کہ وہ علماء محمدیہ جو سنجیدہ باتوں کا مغز دریافت نہیں کرتے کیس
تیزی کے ساتھ استخوان پر کھینچا تانی کیا کرتے ہیں اور وہ جو اصحاب باطن کہلاتے
ہیں مغز کے درپے رہتے ہیں۔ اُنہوں نے روح القدس کو ناحق جبریل بنایا
اِنہوں نے بدلیل حق اُسکو خدا پہچانا۔ عبد الکریم جیلانی محمدیوں کا عالم ربّانی
عیسائیوں کا مخالف ہے اور سبب یہ ہے کہ بعض باتوں میں ہمارا مطلب نہ
سمجھنے کے سبب سے مخالفت کرتا ہے لیکن فی الحقیقت وہ صاف دلی سے
ہر امر کی تحقیقات بے ریا ہو کے کیا کرتا ہے چنانچہ اُسکی کتاب سے ظاہر ہے اُسنے
اپنی ان تحریرات میں نہ صرف تثلیث جلیل کا اقرار بلکہ اثبات بھی کر دیا اور وہ نہ
سمجھا کہ ہم عیسائی اُسی طرح سے تثلیث کو مانتے ہیں وہ سمجھا کہ ہم کسی اور طور سے
تثلیث کے قایل ہیں اس لئے وہ مخالف رہا چنانچہ اس نے اپنے ۳۷ باب میں
لکھا ہے کہ **نصرانی** لوگ باپ اور ماں اور بیٹے کو تثلیث جانتے ہیں اور یہہ
گمراہی ہے مگر ہم **حق** اور **حق مولود** اور **روح القدس** کو تثلیث مانتے ہیں
چنانچہ وہ بھی مانتا تھا اور سب عارف باللہ مانتے ہیں اور خدا کی وحدت اِس
میں جاتی نہیں رہتی بلکہ وہی ایک خدا ہے۔ دیکھو یہ بیان کیسا ہے کجا یہ بیان اَور
کجا مرزا صاحب کی واہی تثلیث اور واہی روح القدس۔ اگر مرزا صاحب وعلیم
اور صاحب انصاف خدا پرست شخص ہوتے تو ضرور مصنف انسان کامل کے موافق
بولتے۔ عبد الکریم نے جو کچھہ بولا ہے قرآن حدیث کے خلاف کچھہ نہیں کہا چنانچہ
وہ اپنی کتاب کے مقدمہ میں کہتا ہے کہ انی ما وضعتُ شیئًا فی هذا الکتاب
الا وهو مویّد بکتاب اللہ او سنت رسول اللہ صلعم انہ اذا لاح لہ
شیی من کلامی بخلاف الکتاب والسنۃ فلیعلم ان ذلک من حیث
مفهومہ لا من حیث مرادی الذی وضعت الکلام لاجلہ فلیتوقف
عن العمل بہ مع التسلیم۔ میں نے جو کچھہ اس کتاب انسان کامل میں لکھا ہے
وہ سب قرآن اور حدیث سے موید ہے۔ پس اگر ناظر کو کوئی بات میرے کلام

میں خلاف قرآن وحدیث معلوم ہو تو چاہیے کہ وہ جانے کہ وہ اُسکی سمجھہ کا خلاف ہے نہ میری اُس مراد کا جس میں میں نے وہ کلام رکھا ہے پس چاہیئے کہ وہ عمل میں توقف کرے تسلیم کے ساتہہ۔ اب چاہیئے کہ محمدی لوگ تثلیث کے بارہ میں چپ رہیں کیونکہ جیسے وہ حق تعالی اور حق مخلوق اور روح القدس کے بموجب میاں عبدالکریم قایل ہیں ویسے ہی ہم بھی انھیں تین کو تثلیث مانتے ہیں۔ اور جو اس بیان پر کسیکو کچھہ حجت ہو تو چاہیئے کہ عبدالکریم سے بحث کرے اور میں راقم اُسکی تائید میں دیگر مصنفان کے اقوال بھی دکھلادونگا انشا اللہ۔ اب ایک بات باقی ہے آیا محمد صاحب کو روح القدس نے الہام دیا تھا یا نہیں عبدالکریم کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ روح القدس نے دیا تھا اور علماء ظاہر کے بیان سے ثابت ہے کہ جبریل نے دیا ہے نہ روح القدس نے۔ ہم کہتے ہیں کہ روح القدس نے نہیں دیا اس لئے کہ قرآن کے مضامین اُس شان کے نہیں ہیں جس شان کا کلام روح القدس بخشا کرتا ہے۔ محمد صاحب کا قرآن روح انسانی کا کلام ہے اگر وہ چاہیں تو اُسکے ثبوت میں اُنکے لئے ایک کتاب لکھہ دوں یعنے قرآن کی تفسیر چنانچہ مرزا صاحب کا کچھہ ایسا ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم سے تفسیر قرآن لکھائیں۔

دفعہ ہشتم دربیان روح الامین کہ وہ کون ہے،

سورہ شعرا کے رکوع ۱۰ میں لکھا ہے نزل بہ الروح الامین علی قلبک قرآن نازل کیا ہے امین کی روح نے تیرے دل پر۔ اب سوچو کہ یہ روح الامین کون ہے جس نے حضرت کے دل پر قرآن نازل کیا ہے علماء محمدیہ کہتے ہیں کہ جبریل فرشتہ کا ایک نام روح الامین بھی ہے یہی مطلب ان صاحبوں نے اپنی تفسیروں اور لغات میں لکھہ لیا ہے میں کہتا ہوں کہ قرآن میں کوئی دلیل ایسی مرقوم نہیں ہے جو کہ جبریل کا نام روح الامین ثابت کرے۔ کیا قرآن میں کسی جگہ جبریل کا نام لیکے کہا گیا ہے کہ وہ امین ہے ہرگز نہیں۔ نمل ۲ رکوع میں حضرت نے

شیطان نے عفریت جنی کو امین تبلایا ہے کہ (لقوی امین) اور بعض آیات میں بعض رسولوں کو امین تبلایا اور ایک جگہ بہشت کو مقام امین کہا ہے اور ایک جگہ شہر مکہ کو امین کہا ہے حالانکہ امن مدینہ میں جا کے حاصل کیا۔

البتہ سورہ تکویر میں ایک بڑے بزرگ شخص کو امین تبلایا ہے اور علماء محمدیہ اُسی مقام کو لیکے جبریل پر جماتے ہیں مگر جم نہیں سکتا کوئی اہل فکر نہ مانے گا کہ وہ جگہ جبریل کے حق میں ہے کیونکہ جو صفات وہاں مذکور ہیں جبریل میں تسلیم نہیں ہو سکتیں وہاں یوں لکھا ہے انہ لقول رسول کریم ذي قوة عند ذي العرش مکین مطاع ثم امین وما صاحبکم بمجنون لقد راٰہ بالافق المبین۔ یہ "قرآن قول ہے رسول کریم کا جو صاحب قوت ہے عرش والے کے پاس مرتبہ والا ہے اور اطاعت کیا گیا ہے (یعنے اُسکی فرماں برداری ہوتی ہے) اور وہ اُس جگہ امین ہے اور تمہارا صاحب (محمد) پاگل نہیں ہے اُسنے اُسکو صاف دیکھا ہے اُفق میں۔ اُفق کنارہ اسمان است کہ درمیان صحرائے وسیع با زمین پیوستہ از دور بنظر می آید و مراد از افاق جہات ہمہ دنیا است۔ صفات مذکورہ کس کی ہیں اگر جبریل کی ہیں تو جبریل محمد صاحب سے زیادہ بزرگ ٹھہرا بلکہ خدا کا نایب ہو گیا جو حق سولوں کا رتبہ تھا اُسنے لے لیا۔ معتزلوں نے جو محمدیوں میں ایک جید فرقہ ہے یہ بیان جبریل کا مان کے کہہ دیا ہے کہ جبریل محمد صاحب سے بڑا ہے دیکھو علامہ زمخشری کی تفسیر کشاف اور تفسیر بیضاوی پس اگر تم بھی جو سنی مسلمان ہو یہ بیان جبریل کا مانتے ہو تو محمد صاحب کو سید الانام و خیر البریہ کہنا چھوڑ دو جبریل کو کہا کرو۔ اسی واسطے ابن قیم مصنف کتاب تبیان نے مان لیا ہے کہ یہاں مراد جبریل نہیں ہے بلکہ مراد محمد صاحب ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ محمد صاحب بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ اُسکو اُفق میں دیکھتے ہیں دیکھنے والا اور دیکھا گیا دو شخص ہیں۔ پھر یہ کون ہے جسکا ذکر حضرت کرتے ہیں۔

ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ **یسوع مسیح** ہے اور یہ ساری صفات مذکورہ آیت اُسکی ہیں اور انجیلوں سے یہ مضامین لئے گئے ہیں حضرت نے نام نہیں تبلایا کہ یہ کسکی

نسبت کہتا ہوں (رسول کریم) یسوع مسیح سے ہے کیونکہ وہ عہد کا رسول ہے (ملاکی ۳-
۱) اور جس قدر سچے رسول آئے سب اُسکے سامنے کے کارندے ہیں فی الحقیقت
زمین آسمان میں ایک ہی رسول ہے جو خدا کا کلمہ کہلاتا ہے کہ مرضیٔ حق کل کائنات
پر ظاہر کرتا ہے اور خدا اُس میں ہو کے بولتا ہے اُسی میں سے کُن اور سب کچھ
نکلا ہے وہی رسول کریم یعنے بزرگ رسول ہے (صاحب قوت اور مکین ہے عرش
والے کے پاس) پڑھو **مکاشفات** کا ۵ باب تمام (مُطاع) وہی یسوع مسیح
ہے جس کی فرماں برداری عرش سے فرش تک ہوتی ہے (۱ پطرس ۳ باب ۲۲
عبرانی ۲-۸ و ۱ قر ۱۵-۲۷ و ۸ ۳ وغیرہ) (ثمّ امین) لفظ ثم زبر کے ساتھ ہے
نہ پیش کے معنے یہ ہونگے کہ خدا کے گھر میں یا خدا کی نگاہوں میں عرش کے پاس
وہی اکیلا امین ہے یعنے امانت دار یہ خاص نام مسیح کا ہے (مکاشفات ۳-
۱۴ و ۱۹-۱۱ عبرانی ۳-۲) پھر وہ کہتے ہیں کہ میں نے اُسکو **افق میں دیکھا**
یہ حضرت کی بھول ہے مسیح کو نہیں دیکھا کسی اور روح کو وہاں دیکھا ہوگا انجیل
میں جو صفات سُنی تھیں اُس پر جڑ دی ہیں جسکو اُنہوں نے دیکھا ہے اسکا بیان
دفعہ وہم میں آتا ہے۔ تب حضرت کا مطلب یہ ہوا کہ مسیح کی روح نے مجھے قرآن
سکھلایا ہے مسیح کی روح یا خدا کی روح یا روح القدس ایک ہی روح ہے پس یہ قول
حضرت کا ویسا ہی ہوا جیسے دفعہ گذشتہ میں دعوی کیا تھا کہ روح القدس نے
سکھلایا ہے بڑوں کا نام لیتے ہیں تاکہ قبول ہو جائیں لیکن بڑوں کے کلام کے موافق
کلام نہیں لا سکتے اس لئے تسلیم نہیں کر سکتے کہ انکو روح الامین نے سکھلایا ہو محمدی
عالم نافہمی سے کہتے ہیں کہ روح الامین جبریل کا نام ہے کیا دلیل رکھتے ہیں پیش کریں
نہ قرآن میں کہیں لکھا ہے کہ جبریل کا نام روح الامین ہے نہ وہ انجیل توریت
وغیرہ کلام برحق سے ثابت کر سکتے ہیں پھر انکا ایک جیّد فاضل ابن قیم کتاب
تبیان میں اقراری ہے کہ یہ بیان جبریل کا نہیں ہے - اور جو لوگ جبریل کا بیان کہا
بتلاتے تھے اُنکو لازم آیا کہ محمد کے اوپر جبریل کا درجہ ٹھہرا دیں - دیکھو مسیح کی شان انجیل

ہیں سے اُٹھا کے قرآن میں لاے اور کوئی نہیں ملتا جو اُسکے اُٹھانے کے لایق ہو پر لوٹ سکے جسکی شان ہے اُسی پر آتی ہے اتنے برسوں سے ناحق محمدیوں نے روح الامین جبریل کو بنا رکھا تھا۔

دیکھو فرشتوں کی نسبت لکھا ہے کہ وہ خدا کی نگاہوں میں امین نہیں ہیں (ایوب ۴-۱۱ و ۱۵-۱۵ و ۴۵-۵) اُس نے اپنے کارگذاروں کو امانت دار نہ جانا اور فرشتوں کو بیوقوف گنا- وہ اپنے قدسیوں کا اعتبار نہیں کرتا- ستارے اُسکی نظر میں پاک نہیں- سبب یہ ہے کہ تمام مخلوقات میں کوئی ایسا نہیں ہے کہ الہی امانت کو اُٹھا سکے اور خود محمد صاحب اِسکے قایل ہیں دیکھو سورہ احزاب کا آخر انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان انہ کان ظلوما جہولا- ہمنے آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے امانتِ خاص پیش کی تھی سب نے اُٹھانے سے انکار کیا اور ڈر گئے لیکن آدم نے اُسکو اُٹھا لیا تحقیق وہ بڑا ظالم اور بڑا جاہل تھا خاص امانت یہی تھی کہ خدا کا خلیفہ ہو کے تمام موجودات کا انتظام ایسا عمدہ کرے جیسے خدا کو کرنا چاہیئے پس آسمان اور زمین اور پہاڑ اُٹھانے سے ڈر گئے کیونکہ الوہیت کا بوجھ کون اُٹھا سکتا ہے فرشتے بھی آسمان زمین میں موجود تھے اُس وقت جبریل نے یہ بوجھ کیوں نہ اُٹھا لیا کہ امین ہو جاتا قرآن میں صاف نفی ہے کہ تمام موجودات میں کوئی نہ تھا کہ اس امانت کو اُٹھاتا- اور آدم نے جو اُٹھایا وہ بھی سمبھال نہ سکا اُس سے تو اپنی راستبازی بھی نہ سمبھالی گئی تب وہ گویا اس امانت کو گرا کے بھاگا اور ظالم جاہل کہلایا- آخرکار یسوع آیا جو خدا سے خدا اور انسان بھی ہے اور اسی لئے وہ اس امانت کا بوجھ اُٹھا سکا کہ اس میں الوہیت اور انسانیت ملی ہیں (دانیال ۷-۱۳ و ۱۴ متی ۲۸-۱۸ وغیرہ) موت حیات قیامت عدالت سزا جزا عالم ارواح اور اسکی کنجیاں سب کچھہ اسکے ہاتھہ میں آ گیا یہاں تک کہ ہماری زندگی اور راستبازی اور ہمارے سب درجات اور وہ سب برکات

اور فضل جو ہمیں مطلوب ہے اُسکے ہاتھ میں ہمارے باپ خدا نے رکھہ دیا۔ اس لئے کہ وہ سچا امین ہے ہماری امانتوں کی حفاظت کرنا اور وقت پر ہمیں دینا ہے۔ اب دلی انصاف سے کہنا کہ امین کون ہے یسوع یا کہ جبریل یا محمد صاحب محمد صاحب نے اپنی رسالت کے کام میں امانت نہیں دکھلائی جبکہ قرآن میں تلک الغرانیق العلا الخ۔ ملا دیا تھا بقول شما تو بھی ہم یہ مان سکتے ہیں کہ عرفی امین زمین آسمان میں بہت ہیں اور جبریل و محمد صاحب بھی عرفی امین ہو سکتے یا ہیں لیکن ثم امین وہ ہے جو خدا کی نگاہ میں محض بے خطا اور بے بھول اور ٹھیک مرضی الہی کے موافق کام کرنے والا ہو محض مخلوق اس رتبہ کو نہیں پہنچ سکتا ورنہ خالق و مخلوق برابر ٹھہریں گے پس ثم امین سوا یسوع مسیح کے اور کوئی ہو نہیں سکتا فقط۔

دفعہ نہم قرآنی جبریل کے بارہ میں کہ وہ کون ہے،

(البقر ۱۲ رکوع) من کان عدوًا لجبریل۔ فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ
پہلے جملے کی خبر غایب ہے اس لئے مفسرین نے اپنے دل سے یوں لکھا ہے فلیمت غیظاً غصہ میں مرجا۔ واہ تیری فصاحت۔
ترجمہ یوں ہے جو کوئی جبریل کا دشمن ہے۔ پس تحقیق اُسنے نازل کیا ہے قرآن کو تیرے دل پر خدا کے اذن سے یعنی اجازت سے؟۔ قران میں صرف تین بار جبریل کا نام آیا دو دفعہ آیت بالا میں تیسری بار (التحریم کے رکوع اول میں) جب کہ حضرت اپنی دو عورتوں کو دہمکاتے اور ڈراتے تھے تو کہا کہ اگر تم میرا بھید باہر ظاہر کرو گی تو تمہارے حق میں اچھا نہو گا کیونکہ اللہ اور جبریل اور سب فرشتے اور سب مومنین میرے دوست اور مددگار ہیں پس اور کچھ ذکر جبریل کا قرآن میں نہیں ہے۔ اس جبریل فرشتہ کی بابت کلام حق یعنی بیبل مجید سے ہمیں صرف اتنا معلوم ہے کہ چار دفعہ اسکا نام کلام اللہ میں آیا (دانیال

۸-۶ و ۹-۱۰) اے جبریل اس شخص کو سمجھا۔ یعنے ایسے جیسے کوئی واقف کسی
ناواقف کو مونہہ سے باتیں کرکے سمجھا دیتا ھے۔ جبریل نے مجھے چھوا۔ پھر
لوقا ۱-۱۹ و ۲۶) میں جبریل ہوں خدا کے حضور کھڑا رہتا ہوں۔ جبریل خدا کا بھیجا
ہوا مریم مقبولہ کے سامنے آیا تاکہ زبانی باتیں کرکے اُسکو تولد مسیح کی بشارت دے۔
اس جبریل نے دانیال اور مریم کے سامنے حاضر ہوکے مسیح خداوند کے مدارج اور
اُسکی بادشاہی اور اُسکے دین کے بارہ میں کلام کیا اور خدا کی مرضی اور بندوبست
کو سمجھا گیا۔

قرآن کی آیت بالا میں ذکر ھے کہ جبریل نے باذن خدا محمد صاحب کے دل پر قرآن نازل کیا ھے پس بعض علماء محمدیہ نے کہا کہ روح القدس اور روح الامین اُسی جبریل کے دو نام ہیں۔ یہ صورت حقیقی تناقض کی تھی اور ھے کیونکہ روح القدس اور روح الامین باپ بیٹے کی روح کا نام ھے اور اسی کا کام الہام دینا ھے مگر محمد صاحب نے اُس سے کچھہ نہیں پایا یا صرف اُسکا نام لیا کہ مقبول ہو جائیں آخر حق بات مونہہ پر آ گئی کہ جبریل سے پایا ہے نہ روح الامین و روح القدس سے محمدیوں نے رفع تناقض کی صورت یوں نکالی کہ روح القدس و روح الامین یہ دونوں نام جبریل کے ٹھہرا لئے یعنے یہ دونوں خدا کے نام جبریل کو بخشدئے اور اس سے یہ ظاہر کیا کہ ہم خالق کے نام مخلوق کو دیکے ثابت کرتے ہیں کہ خدا کی روح سے محض ناواقف ہیں اور اگر قرآن کے خدا کا یہی مطلب ہے تو معلوم ہوا کہ وہ بھی اصطلاحات بیبل سے محض ناواقف ہے۔ جس قدر دُنیا میں کروڑہا کروڑہا اہل کتاب ہیں کبھی کوئی اُن میں سے اس بات کو قبول نہ کریگا کہ جبریل کا نام روح القدس ھے کیا حضرت نئی اصطلاح قایم کرتے ہیں اگر کرتے ہیں تو قدیم اصطلاحات علم الٰہی کی کوئی وجہ تبدیل قرآن میں دکھلاکے کریں۔

اسکے بعد یہ بھی واضح ہو جائے کہ نبیوں کی روحوں یا دلوں میں مضامین الہامیہ کا القا کسی فرشتہ کا کام نہیں صرف خدا تعالیٰ کی روح کا کام ہے۔ البتہ شیطان کی اور بعض بدروحوں کی نسبت لکھا ھے کہ اُنھوں نے کچھہ ایسا کام کیا مثلاً شیطان

نے داؤد کے دل میں ڈالا کہ مردم شماری کرے (۱ تو ۲۱-۱) اور اخیاب کے نبیوں کے مونہہ میں ہو کے ایک روح نے جنگ کی ترغیب دی (۱ سلا ۲۲-۲۲) اور کہ شیطان نے بے ایمانوں کی عقلوں کو تاریک کر دیا کہ انجیلی روشنی اُن پر نہ چمکے (۲ قر ۴-۴) اور قرآن میں بھی لکھا ہے کہ زین لھم الشیطان ما کانوا یعملون اور (سورہ حج کے ۷ رکوع) میں ہے کہ جس قدر نبی رسول اے محمد تجھہ سے پہلے آئے اُنکا ایسا حال ہوا کہ جب پڑہنے کھڑے ہوئے تو شیطان نے اُنکے پڑہنے میں کچھہ نہ کچھہ ملا دیا ہے جیسے کہ تیرے مُونہہ میں تلک الغرانیق العلا وان شفاعتھن لترتجی ملا دیا تھا ایس ایسی باتیں جو مذکور ہیں ہم مان سکتے ہیں کہ بدروحوں سے ایسے بد کام ہوتے ہیں لیکن الہام اور قلب نبی کے درمیان ایک فرشتہ کا آنا اگر مانا جائے تو اُسکا کوئی نظیر دکھلانا چاہئیے اِس سے تو ہمیں یہ معلوم ہوا کہ خدا تعالی کی پاک روح محمد صاحب کے دل کو چھونا نہیں چاہتی جبریل درمیان میں آتا ہے کہ ۲۳ برس تک وہی اُنکو الہام بخشتا رہے نہ خدا تعالی- اِسکے بعد یہ بحث ہے کہ یہ فرشتہ جسکا نام حضرت نے جبریل رکھا ہے فی الحقیقت یہ وہی جبریل مذکورہ کلام اللہ ہے یا نہیں اگر یہ وہی ہے جس نے ملاقات کر کے دانیال اور ذکریا اور مریم سے کلام کیا تھا تو واجب ہے کہ اِسکا دیا ہوا الہام جو قرآن میں ہے ہرگز نہ مانا جاوے کیونکہ یہ جبریل دُنیا میں صرف اُن تین اشخاص سے کلام کر گیا تھا اور مسیح کی بابت پوری تعلیم دے گیا تھا اب محمد صاحب کو اُس اپنی تعلیم ربانی کے خلاف تعلیم دینے آیا ہے پس اِسکی بات قابل اعتبار نہیں ہے وہاں جو کچھہ سکھلا و سمجھا گیا تھا اُسکے خلاف یہاں الہام دینے آیا ہے اللہ کا قایم مقام ہو کے ہرگز تسلیم کے قابل نہیں- اور جو وہ نہیں ہے کوئی اور فرشتہ ہے تو ہم جانتے ہیں کہ شیاطین نوری فرشتوں کی شکل بنکے گمراہ کرنے کو آیا کرتے ہیں (۲ قر ۱۱-۱۴) اب محمدیان بتلائیں کہ یہ جبریل مذکورہ قرآن کون ہے سید احمد خان صاحب بالقابہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے حضرت

کا ملکۂ نبوت ہے یعنی ذہن یا عقل اور یہ بات مجھے بھی بہت پسند ہے اور خن بھی
معلوم ہوتی ہے کہ حضرت نے اپنے ذہن کا نام جبریل رکھ لیا تھا اور اپنے ہی
ذہن کو روح القدس اور روح الامین بھی کہہ دیا تھا تا کہ بوسیلۂ ان ناموں کے
اپنے ذہن کی باتوں کو قبول کرا دیں۔ مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں کہ
یہ سورج کا عام فیضان ہے یہ بھی درست ہو سکتا ہے کیونکہ سورج کی کشش سے
عام اجرے اٹھتے ہیں پس قرآن بھی حضرت کے دلی اجرے ہیں جن کی اطاعت
غیر واجب ہے۔ مگر حقیقی مسلمان جو اہل سنت ہیں وہ ان دونو صاحبوں کو
قبول نہیں فرماتے بلکہ یوں کہتے ہیں کہ جبریل وہی شخص مراد ہے جو بیبل میں مذکور
ہے اگر یہ بات ہے کہ یہ وہی شخص ہے تو پھر کلام بھی اسکا وہی چاہئے جو پہلے
دے گیا تھا فقط۔

دفعہ دہم شدید القوی ذو مرہ کے بارہ میں کہ وہ محمد صاحب کا رب ہے یا کوئی غیر روح ہے یا جبریل ہے

یہ مقام غور سے سمجھنے کا ہے اور سارے قرآن میں اونچا مقام یہی ہے اِسی
مقام میں کامل محمدیوں کو لُطف آیا کرتا ہے اور اسی مقام کے الفاظ اشعار
میں یا وعظ نصیحت میں سُن کے بہت خوش ہوا کرتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ اِنکا
سمجھنا دشوار ہے ناظرین بتوجہ سُنیں اور سوچیں بلکہ اپنے خیال میں ذرا اُنکے
دیر تک اِن باتوں کو آزماویں کہ کیا ہے (سورہ نجم کے اول) والنجم اذا
هوى ما ضل صاحبكم وما غوى وما ينطق عن الهوى ان هو
الا وحي يوحى علمه شديد القوى ذو مرة فاستوى وهو بالأفق
الأعلى ثم دنا فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى فاوحى الى عبده
ما اوحى ما كذب الفؤاد ما رأى أفتمارونه على ما يرى ولقد رآه
نزلة اخرى عند سدرة المنتهى عندها جنة المأوى اذ يغشى السدرة

مالغشی مازاغ البصر وما طغی لقد رای من آیات ربه الکبری -
ترجمہ گرتے ہوئے تارے کی قسم تمہارا صاحب (محمد) بہکا ہوا گمراہ نہیں ہے
اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا مگر اُسکو الہام ہوتا ہے اُسکو سکھلایا ہے -
شدید القوی ذو مرّۃ نے وہ اونچے اُفق میں سیدھا کھڑا ہوگیا تھا پھر نزدیک
آیا اور زیادہ قریب ہوا دو کمانوں کے اندازے پر یا اس سے بھی کم پس
اُسنے اپنے بندے کو الہام دیا جو دیا - نہ جھٹلایا دل نے جو دیکھا - کیا تم محمد
سے جھگڑتے ہو اُسپر جو اُسنے دیکھا - اُسنے تو اُسکو دوسرے اُتارے میں
بھی دیکھا تھا حد کی بیری کے پاس وہیں تو بہشت ہے رہنے کی جگہ اُسوقت
چھا رہا تھا جو بیری پر چھا رہا تھا - نگاہ نہ بہکی نہ بھٹکی - خدا کی بڑی نشانی دیکھی
یہاں بیان ہے کہ محمد صاحب نے کچھ کرشمہ دیکھا لیکن کیا دیکھا اور یہ کون
تھا جسکو دیکھا معتبر مفسرین سے دریافت کرنا چاہئے - تفسیر نور الکبیر میں مرقوم ہے
کہ قال ابن عباس رای محمد ربہ - و اُورد علیہ لا تدرکہ الابصار فقال
ویحک ذلک اذا تجلی بنورہ الذی ھو نورہ - و قالت عائشۃ رض
انما ھو جبریل لم یرہ فی صورتہ الا مرتین مرۃ عند سدرۃ المنتہی
ومرۃ عند جیاد لہ ستمائۃ جناح - ابن عباس (جو دس اصحاب مفسرین
میں چھٹے شخص ہیں) کہتے ہیں کہ محمد نے اپنے رب کو دیکھا تھا - اس قول پر یہ
اعتراض ہوا تھا کہ رب کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں ابن عباس نے یوں جواب دیا
کہ واہ آنکھیں اُس وقت نہیں دیکھ سکتیں جب وہ اپنے نور خاص میں ظاہر ہو
اور یہ تو ایک خاص شکل تھی جو وہ لیکے ظاہر ہوا تھا اس صورت میں آنکھیں دیکھ
سکتی ہیں) اور بی بی عائشہ (جو مفسرین میں شمار نہیں لیکن فقیہہ سمجھی جاتی ہیں)
کہتی ہیں کہ وہ جبریل تھا اپنی اصلی صورت میں دو بار محمد کو دکھلائی دیا ایک دفعہ
سدرۃ المنتہی کے پاس اور ایک دفعہ جیاد کے پاس اور جبریل کے چھ سو بازو
تھے جو حضرت نے دیکھے تھے (ف) لفظ جیاد جمع ہے جود کی بمعنے تیز رفتار

گھوڑے لیکن شہر مکہ کے باہر ایک ٹیلا ہے وہاں کسی زمانہ میں تبع نام کسی شاہ یمن کے گھوڑے رہا کرتے تھے اُس وقت سے اُس زمین کا نام جیاد و اجیاد پڑگیا ہے وہاں حضرت نے یہ کرشمہ دیکھا تھا غالباً اکیلے وہاں کسی وقت ہوگئے اور کچھہ اسرار دیکھا ہوگا۔ اُسکے بعد پھر کسی وقت حضرت نے وہی معاملہ خواب میں دیکھا تب یہ دو دفعہ کے دو دیدار ہوگئے اور آیات بالا میں اکٹھے بیان کئے گئے مگر ظاہر ہے کہ فتح مکہ سے پہلے بلکہ شروع دعوی نبوّت سے پہلے پہلا دیدار جیاد میں ہوا اور اسکے کچھہ عرصہ کے بعد دوسرا دیدار اُسی پہلے دیدار کا خیال خواب میں نظر آیا۔ پس یہ کون تھا جو نظر آیا عایشہ کہتی ہیں کہ جبریل تھا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ محمد کا خدا تھا ہمارا قیاس کہتا ہے کہ ابن عباس سراسر سچے ہیں کیونکہ عبارت قرآن ابن عباس کی تائید کرتی ہے نہ عایشہ کی (**ف**) اب آیات مذکورہ کے خاص لفظوں پر فکر کرو (جیسے گرے ہوئے تارے کی قسم) قرآن کا خدا قسمیں بہت کھاتا ہے اُسنے قرآن میں سات دفعہ اپنی ذات کی قسم کھائی ہے اور تخمیناً چالیس دفعہ مصنوعات میں سے بعض چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں ابن قیم ایک معتبر محمدی فاضل گزرا ہے جسنے قرآن کی قسموں کا بیان اپنی ایک مجلد کتاب تبیان میں لکھا ہے اور وہ کتاب محمدیوں میں معتبر و سندی ہے اُس میں جو جو حکمتیں قرآن کی قسموں کی بابت مرقوم ہیں وہ سب ایام تاریکی میں خوشنما تھیں اس زمانہ روشنی میں وہ حکمتیں ہیچ پوچ باتیں ہیں اور مرزا غلام احمد کا یہ کہنا کہ قسموں میں حکمتیں ہیں محض غلط ہے۔ پانچ باتوں پر قرآن میں قسمیں آئی ہیں **توحید** پر **حقیت** قرآن پر **حقیت** رسالت محمدیہ پر اور **حقیت** جزا سزا پر اور **انسانی** حالت پر کہ وہ کیا ہے۔ قرآن کا مصنف چاہتا ہے کہ بذریعہ قسموں کے اپنے اسلام کو قبول کراوے اور کوئی دلیل مثلاً معجزات و اخبارات صادقہ و عمدہ تعلیمات و تاثیرات وغیرہ اُسکے پاس کچھہ موجود نہیں ہیں صرف قسمیں کھاتا ہے تاکہ

قبول کیا جائے ہم جانتے ہیں کہ دُنیا میں وہ آدمی جو بہت قسمیں کھایا کرتا ہے
اعتبار کے لائق نہیں رہتا - اور یہہ بھی جانتے ہیں کہ مصنوعات کی قسم کھانا خدا
کی عادت ہے اور نہ اُسکو زیبا ہے تمام بیبل شریف میں کبھی اُسنے کسی شے
مصنوع کی قسم نہیں کہائی تین چار دفعہ اُسنے اپنی ذات پاک کی قسم البتہ کہائی ہے
صرف **تین باتوں** پر ۔ اوّل یہ آنکہ ساری زمین میرے جلال سے معمور ہوگی
(گنتی ۱۴-۲۱) دوئم یہ آنکہ شریر میرے آرام میں داخل نہونگے (زبور
۹۵ - ۱۱) سیوم یہ آنکہ یسوع مسیح ابد تک خدا کی حضوری میں سردار کاہن
رہیگا اور کُل موجودات سوائے اللہ کے ارضی و سماوی یسوع کے قدموں
کے نیچے آجائیگا (زبور ۱۱۰) پس اب فرمائیے کہ یہ کیا معاملہ ہے اگر قرآن کا
خدا وہی خدا ہے جو مصنوعات کی قسمیں نہیں کھایا کرتا اور جس نے صرف تین
بار اپنی ذات کی قسم نہایت سنجیدگی میں بڑے درجوں کی باتوں پر کہائی تھی اب
اُسے کیا ہوگیا کیا اُسنے اپنی پہلی قسموں کو توڑ دیا اگر توڑ دیا تو ان قسموں کا جو قرآن
میں کہاتا ہے ہم کچھہ اعتبار نہیں کر سکتے اگر اعتبار کریں تو ہم سخت احمق ہیں
پس یہی کہنا پڑیگا کہ جس طرف سے ہم قرآنی خدا کو پکڑتے ہیں یہی ثابت ہوتا ہے
کہ یہ وہ نہیں ہے جسنے بیبل لکھوائی ہے اور ہم اُسی کے بندے ہوکے مرنا
چاہتے ہیں جسنے بیبل لکھوائی ہے (**ف**) گرے ہوئے تارے کی قسم کھاتا ہے
معاذ اللہ کیسی بُری چیز کی قسم ہے یعنے مُردے کی یا دوزخی کی قسم ہے - جو چیز اپنے
رتبہ سے گر گئی وہ تو مر گئے خواہ روحانی موت ہو یا جسمانی (ما ینطق عن الھویٰ)
محمد اپنی خواہش سے نہیں بولتا یعنے کسی کا بلوایا بولتا ہے - یہ ہم مان سکتے ہیں کہ وہ
آپ سے نہیں بولتا مگر کسی کا بُلوایا ہوا ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ خدا
اُسکو بلواتا ہے اس لئے کہ جب تک خدائی کی شان کے موافق مضامین اُسکے
مونہہ سے نہ نکلیں خدا کا بُلوایا ہوا نہیں مان سکتے کسی غیر روح کا بُلوایا ہوا ہو سکتا
ہے کہ تمام پیغمبروں کے خلاف اور سلیم عقل کے خلاف اور معرفت الہی کے

خلاف اور نفسانی خواہشوں کے مناسب اور دُنیا داری کے مناسب اُسکا
کلام ہے دیکھو **تواریخ محمدی و تعلیم محمدی** کو پس اُسکی تاریخ و تعلیم قولِ
بالا کی تائید نھیں کرتی اس لئے اسکے قبول کرانے سے معذور ہیں (عَلَّمہ شدید
القوی ذو مِرہ) اب پتہ لگا کہ قرآن کہاں سے آیا ہے۔ محمد صاحب کو قرآن
سکھلایا ہے شدید القوی ذومرہ نے۔ شدید القوی وہ شخص ہے جسکی ساری قوتوں
میں سختی ہے کیونکہ قوی جمع ھے قوت کی اور الف لام استغراقی ہے۔ سوچ لو کہ یہ
کون ہوگا جسکی ساری قوتوں میں سختی ھے یہ خدا نھیں ہوسکتا اس لئے کہ خدا میں
قوت قہر کے ساتھ قوت رحمت بھی ھے خدا کی ساری قوتوں میں سختی نہیں ہے
تب ضرور یہ کوئی مخلوق ہوگا اور مخلوق بھی ایسا ہوگا جو خدا تعالی کا مقرب نھیں
ہوسکتا کیونکہ اُس سے نرمی مسلوب ہوگئی ہے اور وہ رحمت سے محروم ہوگیا
ہے تبھی تو ساری قوتوں میں سختی آگئی ہے الغرض ایسے شخص سے بچاوے دوسری
صفت اُسکی (ذو مِرّہ) ہے مفسر اس لفظ کے معنے باختلاف لکھتے ہیں صاحب
خرد و صاحب دانائی و توانائی یا وہ جو دیکھنے میں خوب ھے لیکن ان سب معنوں
کی تائید محاورات الفاظ عرب سے نھیں ہوسکتی زبان عرب کے محاورات اور
الفاظ خوب تلاش کرو ذو مِرّہ اُس معنے میں نہ پاؤگے جس معنے میں مفسران قرآن
اُسکو قایم کرتے ہیں بلکہ وہ اپنے عام معنے میں ہے جس پر مفسران پردہ ڈالتے
ہیں اور اُسکے عام معنے ہیں تلخی و بیت اور بیت کی کڑواہٹ لیں وہ سخت قوتوں
والا صاحب تلخی ہے اب سوچ لو کہ یہ کون ہوگا صاحب قاموس جو بڑا لغت
و محاورہ نویس ہے لکھتا ہے کہ ابو مُرہ نام شیطان اور ذو مِرّہ لقب جبریل اور
وجہ لقب نھیں بتلا سکتا اور معنے بھی نھیں بتلا سکتا کہ ذو مِرّہ کس معنے سے
لقب جبریل ہوا ہے اسلام کی رعایت کر کے طرح دے گیا اور لفظ مرہ کے عام
معنے بتلا گیا کہ تلخی کے ہیں اسلئے کہ لغت اُسکی تائید نھیں کرتا اور جس معنے میں
تائید کرتا ہے وہ بُرے ہیں علاوہ ازیں سخت قوتوں والے کے لئے

صاحب تلخی ہونا مناسب بھی ھے نہ کہ خوبصورت و دانا جبکہ اُسکے چھہ سو بازو بھی ہیں
یہ توکسی آفت کی شکل ہے جو حضرت کو نظر آئی تھی اور یاد رہے کہ اس شدید القویٰ
ذو مِرّہ کا بیان کر کے حضرت نے خانہ کعبہ کے بتوں کا نام بہ تحقیر لیا ھے اور بُت پرستوں
کو گویا ملامت کی ہے کہ تمہارے بت فلاں فلاں کیا چیز ہیں میں نے شدید القویٰ ذو مِرّہ
کو دیکھا ہے وہ گویا بڑی چیز ہے پس حضرت اُسکے رعب داب کا بیان سُنا کے انھیں
ڈراتے تھے تب ضرور حضرت کی مراد ذو مرہ سے صاحبِ تلخی معلوم ہوتی ہے یعنے
ساری کڑواہٹ کا مالک ھے۔ مگر چھہ سو بازو میں کیا حکمت تھی اِسکا بھید نہ کُھلا۔
(یسعیاہ ۶-۲) میں فرشتوں کے پر چھہ چھہ بتلائے گئے ہیں اور وجہ بھی معقول سنائی
گئی ہے کہ دو پروں سے پیر چھپاتے اور دو سے مونہہ چھپاتے اور دو سے اُڑتے
تھے یہاں چھہ سو بازو ہیں الامان شاید تین سو ایک طرف ہوں اور تین سو دوسری
طرف اور حضرت نے بہت جلد شمار بھی کر لئے شاید دیر تک کھڑا رہا ہوگا کہ قرآن
سکھلانے کو آیا تھا غالباً اصولی باتیں اسلام کی اِس وقت بتلائی ہونگی لیکن حضرت
کی دلاوری بھی بہت تھی جو نہ ڈرے اُفق سے یہ شخص اُٹھا اور کھڑا ہو گیا معلوم
نھیں کس قدر اونچا ہوگا دو چار سو فٹ سے تو ہرگز کم نہ ہوگا تب تو چھہ سو بازو
تھے۔ حضرت کے پاس جنات بھی آیا جایا کرتے تھے چنانچہ (سورہ احقاف رکوع
۴ میں) لکھا ھے کہ (صرفنا الیک نفراً من الجن۔ ہم نے چند جن تیری طرف
قرآن سُننے کو بھیجدیئے ہیں۔ تفسیروں میں ہے علاقہ نصیبین و شہر نینوہ سے (جہاں
کے دیو بھوت مشہور ہیں) حضرت کے پاس سات یا نو جن آئے تھے۔ حضرت جنات
کے بھی پیغمبر ہیں اسی لئے نبی الثقلین کہلاتے ہیں تب شیاطین کے لئے بھی رحمت
کا دروازہ حضرت میں کُھلا ھے اور قرآن آدمیوں اور جنوں کے لئے بھی آیا ہے۔
قرآن سکھلاتا ھے کہ شیطان از قسم جنات ھے (کہف ۷ رکوع) لیکن خدا کا کلام
سکھلاتا ہے کہ شیاطین پر ابد تک لعنت ھے اُنکی معافی نھیں ہے (متی ۲۵-۴۱)
حضرت ان شیاطین کو اپنی اُمت میں شامل کر کے اپنے مومنین میں بٹھلاتے ہیں

اس لئے بھی حضرت کی تعلیم بہت خوفناک ہے۔ دیکھو قرآن میں ایک سورہ جن
موجود ہے اور سورہ رحمن میں جو انعام اہل بہشت کے لئے شمار ہوتے ہیں
وہاں برابر جنات اور آدمیوں کے ساتھہ یکساں خطاب ہے بلفظ کُما جو تثنیہ
ھے۔ غور کا مقام ھے کہ انبیاء سابق نے مومنین کو اور فرشتوں کو تو ملایا
تھا کہ آدمی اُنکے ہم جنس ہوکے اُن میں رہیں گے حضرت نے اپنی اُمت کو
شیاطین کے ساتھہ ملادیا کہ جنوں کے ساتھہ رہنا ہوگا بہشت میں نعمتیں
تم دونوں کے لئے برابر ہیں اے مسلمان آدمیو اور جنو۔ اور خود حضرت کا یہ حال
ہے کہ نفاثات سے ڈرتے ہیں (ف) نفاثات وہ عورتیں جادوگر ہیں جو
منتر پڑھ پڑھ دھاگے میں گرہ لگاتے جاتے ہیں اور گنڈا بنا کے جادو کرتے ہیں
دیکھو سورہ فلق پس کیا حضرت خدا کے نبی ہیں اور جادو سے ایسے ڈرتے ہیں
اس لئے کہ جادو میں شیطان سے کُچھ کھینچتا ہے پھر شیاطین کا اور مومنین کا کیا
علاقہ ھے کہ جمع ہوں پس ان اشارات سے دریافت کرسکتے ہو کہ یہ شدید القوی
کون ھے اور اُسکی تعلیم کیا ھے اور یہ کدھر لیجاتا ہے (ف) اِس وقت لازم
ھے کہ ناظرین بانصاف کتاب مکاشفات ۹-۱ سے ۱۱ تک بغور پڑھیں کہ وہ خاص
خبر جو وہاں مذکور ہے اسی مقام قرآن سے پورا علاقہ رکھتی ہے جس زمانہ میں اس
تارے کو آسمان سے گرنا تھا حساب سے معلوم کرسکتے ہو کہ وہی زمانہ جائے ہجر
میں جناب محمد صاحب ظاہر ہوتے ہیں اور کیفیت جو وہاں مرقوم ہے تواریخ
محمدی کا خلاصہ ھے اور آیات مذکورہ بالا کو بھی لفظاً ومعناً اُس خبر سے تعلق
ہے (فاستوی) سیدھا کھڑا ہوگیا (وھو بالافق الاعلی) اور وہ اونچے افق
میں تھا حضرت جیاد کے ٹیلے پر تھے غالباً اکیلے ہونگے اور وہ سخت قوتوں
والا تلخی کا صاحب سیدھا کھڑا ہوا دور سے نظر آیا۔ بعض مفسرین نے
اُفق اعلی کا ترجمہ مطلع شمس کیا ھے کسی حدیث کی رعایت سے ورنہ اُفق اعلی
عام لفظ ھے ہر سمت دنیا کو کہہ سکتے ہیں مرزا غلام احمد صاحب نے سورج پر

سے جبریل کا تمثل حضرت کے لئے نکالا ہے ہم اس بات کو کیونکر قبول کر سکتے ہیں جبکہ خود حضرت نے اُس طرف شیطان کا پتہ دیا ہے یہ فرما کے کہ (اِنّھا تطلع علی قرنی الشیطان) سورج نکلتا ہے شیطان کے دو سینگوں کے بیچ میں سے پس اُس طرف حضرت نے شیطان کو دیکھا ہے تب تو ایسا فرمایا ہے مرزا صاحب جبریل کا تمثل کیوں فرماتے ہیں یہ زبردستی ہے (نزلۃً اخری) دوسرا اوتارا - پہلا اوتار اجیاد میں ہوا دوسرا اوتارا بیری کے درخت کے پاس ہوا ہے

(ف) بعض محمدی عیسائیوں سے کہا کرتے ہیں کیوں صاحب کیا مسیح خدا کا اوتار ہے اوتار تو ہندوؤں میں ہوا کرتے ہیں - اب دیکھ لو اور حفظ کر رکھو کہ لفظ اوتار قرآن میں موجود ہے اور محمد صاحب مانتے ہیں کہ خدا دو دفعہ اوتار ہو کے اُن سے ملا ہے لفظ نزل کے معنے اوتار ہیں اور یہی ترجمہ عبدالقادر نے کیا ہے - جسکے ترجمہ میں یہ کمال ہے کہ لفظ عربی کے مقابلہ میں ٹھیک ہندی کا لفظ لایا کرتا ہے (سدرۃ) بیری کا درخت (المنتھی) حد پر مسلمانوں نے تجویز کر رکھا ہے کہتے ہیں کہ اُسکے پرے کوئی مخلوق جا نہیں سکتا اگر جائے تو ملحق بعدم ہو جاتا ہے کیونکہ جبریل نے گویا محمد صاحب سے کہا تھا کہ لو تقدمت شبراً لاحترقت اگر میں ایک بالشت آگے جاؤں تو جل جاؤنگا - یہ بیری سارے بہشت پر سایہ رکھتی ہے اور اُسکے پتے کا ذان الفیلۃ مثل ہاتھی کے کانوں کے ہیں (دیدالشر ۴-۹ و مکاشفات ۴-۷ و ۲۲-۳) میں جس درخت کا ذکر ہے حضرت نے یہ تصرف خود بایہ رعایت احادیث یہود بیان کیا ہے - قرآن میں ہے کہ اِس درخت بیری کے پاس بھی وہ شخص شدید القوی ذو مرّۃ نزلہ یعنے اوتار ہوا تھا جیسے دُنیا میں اوتار ہو کے بمقام جیاد حضرت ~~سے~~ ملا تھا وہاں اوتار ہونا جبریل کا کام نہیں ہے کیونکہ وہاں سے آنا ہے جہاں ہرگز یعنے الداحد یہ بتاتا ہے پس قرآن میں محمد صاحب دو دفعہ اللہ کے اوتار ہونے کے قایل ہو چکے ہیں (اذ یغشی السدرۃ ما یغشی) یہ جبریل کی تاثیر نہیں ہو سکتی کہ اُسکے جلال سے سدرہ پر

ایک سمجھا جائے۔

(ف) اب معلوم ہوگیا کہ حضرت نہ روح القدس سے واقف ہیں نہ روح الامین سے جو مسیح کی روح ہے اور جبریل سے خوب واقف نہیں اور نہ وہ انکے پاس آیا فی الحقیقت اُنکو قرآن سکھلایا ہے شدید القوی ذو مرۃ نے اور اُسی کا نام حضرت نے رحمان رکھا ہے (دیکھو سورۂ رحمٰن کا پہلا فقرہ پھر دیکھو کہ تعلیم میں سختی اور تلخی کسقدر ہے جس سے ثابت ہے کہ ضرور شدید القوی ذو مرہ کا کام ہے اور یہ شخص جنوں اور آدمیوں کو اکٹھا کرنا چاہتا ہے خوب سوچ کے پڑھو سورہ رحمن کو۔ ہمیں تو معلوم ہے کہ جنات شیاطین ابلیس کی برادری ہیں اور انکا حصہ ابد تک دوزخ میں ہے (مباحثہ ۵ جون صفحہ ۶) مرزا صاحب پوچھتے ہیں کہ مسیح شیاطین کے لئے بھی کفارہ تھے یا نہیں قرآن تو جنات کی ہدایت کا ذکر کرتا ہے جواب آنکہ مسیح آدمیوں کے لئے کفارہ ہوا ہے نہ شیاطین کے اُنکی نجات ابد تک نہیں ہے یہ قرآن کی غلطی ہے کہ شیاطین کے لئے خلاف فتوی الٰہی کے راہ کھولتا ہے پس اگر کوئی چاہتا ہے کہ دُنیا سے رخصت ہو کے پاک نبیوں اور فرشتوں کی رفاقت میں پہنچوں تو سچے دل سے مسیحی ہو کے مسیحی چال چلے۔ اور اگر چاہتا ہے کہ جنات کے جھنڈ میں پہنچوں تو محمدی ہو کے شدید القوی ذو مرّہ کی تعلیم کا پیرو ہو تا کہ پوری سختی اور تلخی کا مونہہ دیکھے اور یہ بیان بعض آیات قرآنی کا نتیجہ ہے میں نے اپنی طرف سے کچھہ نہیں لکھا۔

دفعہ یازدہم مرزا صاحب کے اعتراض جو ان سے الوہیت مسیح کی نسبت ہوئے

مباحثہ امرتسری میں بمقابلہ مسٹر آتھم مرزا صاحب کا سب بے محل کلام بہت ہوا جو ذی علم سنجیدہ مزاج وزن دار آدمیوں کے سامنے بفایدہ ہے جسکا جی چاہے اور تمیز رکھتا ہو پڑھکے دیکھہ لے کہ مرزا صاحب کے اندر سے کیا نکلتا ہے اور آتھم صاحب میں سے

کیا کچھہ آتا ہے - جس قدر اعتراض مرزا صاحب نے مسیح پر کئے وہی تھے جو عام لوگ ہمیشہ کیا کرتے ہیں اور اُنکے جواب بھی وہی تھے جو ہمیشہ دیئے جاتے ہیں اور کتابوں ورسالوں میں مشتہر ہیں - اس لئے میں اب اُنکا ذکر نہیں کرتا - مرزا صاحب نے قاعدہ باندہا تھا کہ جانبین کو صرف اپنی الہامی کتاب سے بولنا چاہئیے اور یہ انکا بیان برحق تھا لیکن اُنہوں نے خود اسکی پابندی نہ کی لازم تھا کہ دین مسیحی پر صرف وہی اعتراض کر سُناتے جو قرآن کرتا ہے نہ وہ اعتراضات جو دیگر مردم دنیا سے سُنکے اُنہوں نے حفظ کئے ہیں - پہلے اُنہوں نے قرآن سے مسیح کی عدم الوہیت پر ایک آیت پیش کی یہ درست طور تھا پر اُسپر قایم نہ رہے اُسکی تائید میں اپنی طرف سے بہت کچھہ بولا - میں کہتا ہوں کہ جو کچھہ بولا وہ غلط تہا اور جسکی تائید کی وہ بھی غلط تھا - اُنھوں نے کہا (نساء رکوع ۱۰) ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و اُمّہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام - اُنظر کیف نبین لھم الآیات ثم اُنظر انّی یوفکون - مسیح ابن مریم اور کچھہ نہیں مگر ایک رسول تہا اُس سے پہلے بہت رسول گذر چکے اور اُسکی والدہ اور کچھہ نہیں تہی مگر صدیقہ تہی اور وہ دونوں کہانا کہایا کرتے تھے دیکھو ہم کیسی نشانیاں بیان کرتے ہیں پھر دیکھہ وہ کہاں اُلٹے جاتے ہیں -

میں کہتا ہوں کہ اس آئیت سے مسیح کی الوہیت پر کچھہ حرف نہیں آ سکتا بلکہ منزّل قرآن کی عدم الوہیت پر یہ آیت نص قطعی ہے کہ وہ نہ عالم الغیب ہے - بلکہ عالم الکتب اور مسیحیوں کا عالم العقاید بھی نہیں ہے اُسے معلوم نہیں کہ مسیح کی انسانیت کا پورا بیان اناجیل میں اور عقاید مسیحیہ میں منضبط ہے - اور محمد صاحب کی پیدائش سے تین سو برس پہلے اتھاناسیوس کا عقیدہ یونی ٹیرین بدعتی فرقہ کے خلاف مشرقی اور مغربی سمت کے تمام علماء مسیحیہ نے جمع ہوکے اور کلام اللہ کے مطابق اُس عقایدنامہ کو تسلیم کرکے تمام دنیا کے عیسائی مذاہب میں گرجوں کے درمیان جاری کیا تھا - اور اُس میں بموجب آیات انجیل مسیح کی

الوہیت اور انسانیت کا مفصل بیان کرکے دونوں ماہیتوں کا میل ملاپ بیان ہوا ہے پس مسیحی لوگ مسیح میں پوری انسانیت کے تو خود ہی قایل ہیں اور اُس انسانیت کا ملہ میں اقنوم ثانی کے مجسم ہونے کا بیان کرتے۔ مصنف قرآن مسیح کی انسانیت کا بیان کرتا ہے اور کچھ نہیں پس تحصیل حاصل سے کیا فایدہ ہے یہ تو تقریب تمام نہوئی۔ یعنے دلیل اُسکے دعوی کے مطابق نہ ٹھہری تب دعوی ثابت نہوا۔ اسی طرح (الغادر رکوع ۱۳) انی یکون له ولد ولم تکن له صاحبة خدا کے بیٹا کیونکر ہوگیا جبکہ اُسکے پاس کوئی جورو نہیں ہے۔ یہاں تقریب ناتمام ہے کیونکہ مسیحی لوگ اور کتاب الله بھی اُسکی قایل نہیں کہ مسیح خدا کا ایسا بیٹا ہے جیسے دُنیا میں آدمیوں سے بیٹے ہوتے ہیں۔ وہ تو اخراج ذات از ذات کے قایل ہیں۔ جبکہ قرآن بھی قایل ہے کہ نفخنا فیہ من روحنا) پھر حضرت کی دلیل کو دعوی سے کیا علاقہ رہا۔

اب مرزا صاحب کا کمال دیکھیئے کہ (قد خلت من قبلہ الرسل) میں رسولوں کے لئے استقرا قایم کرکے اپنے خدا کا لطیف استدلال بیان کرتے ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ سچے اور جھوٹے سب رسول دو قسم کے استقراوں سے ثابت ہیں مگر رسول جو برحق ہیں وہی مقصود شے نہیں ہیں بلکہ مقصود اُنسے کلام الله ہے کہ بوسیلہ اُنکے آتا ہے۔ سو اُنکے کلام میں یہ شخص یسوع خدا کے مجسم آنے والا موعود مرقوم ہے پس وہ استقرا اُسکے خادموں کی خادم ہے بھلا میں پوچھتا ہوں کہ آپکے حضرت نے قرآن میں کہا ہے (یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا) عدالت کرنے کو الروح شخص کھڑا ہوگا اور سب فرشتے اُسکے گرد بادب صف باندھے کھڑے ہونگے اب کیا مرزا صاحب اُس وقت کہیں گے کہ اے الروح تو کون ہے جو خدا کے رتبہ میں کھڑا ہوا ہے دُنیا میں ہمیشہ نبی آئے اُنکی استقرا ہے تیری استقرا کہاں ہے وہ کہیگا میں دُنیا کے شروع سے استقرا والے رسولوں کے کلام میں آتا

رہا ہوں - اب میں خود موجود ہوں - میں راقم رسالہ ہذا سب ناظرین سے صاف کہتا ہوں کہ اگر مجھے کُتب عہدِ عتیق آنیوالے منجی مسیح کا یوں قایل نہ کرتے جیسے کہ اب میں اُسکا قایل ہوں تو میرے لئے مشکل تھا کہ میں صحیح ہوتا اور اب میں بدل وجان مسیح کی انسانیت والوہیت کا اور کفارہ شریف کا اور خدا کی ذات پاک میں تثلیث کا قایل ہوں کیونکہ یہ تعلیم رسولوں اور نبیوں کی ہے اور اسکے خلاف جو بیان ہیں وہ سب نفسانی معلموں کی مُہلک اور اپنی باتیں ہیں - ایت ما المسیح مرزا صاحب نے جو سُنائی - وہ تو مصعب بن عمیر جھنڈا بردار کا قول ہے جو اُسنے جنگ اُحد میں بڑی مصیبت اور تنگی کے وقت سچ حضرت محمد صاحب بولدیا تھا اور دوسرے دن حضرت نے اس قول کو پسند فرماکے (آل عمران ایت ۱۳۸) میں شامل کرلیا تھا - (دیکھو جلال الدین سیوطی کے اتقان نوع ۱۰ وید ایت المسلمین صفحہ ۴۲۹) پھر حضرت نے اپنے نام کی جگہ ابن مسیح کا نام رکھکے سورہ نساء میں مصعب کا قول سُنادیا پس اِس میں لطیف استدلال مصعب کا ہوا نہ خدا کا -

پھر اس آیت میں افسوس کی بات یہ ہے کہ مصنفِ قرآن کے گمان میں عیسائی لوگ مسیح کو اور مریم کو خدا سے الگ کرکے دو جُدے خدا مانتے ہیں جیسے وہ کہتا ہے (مایدہ کا آخر) انت قلت للناس اتخذونی وامی الہین من دون اللہ - اے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے کہا ہے کہ مجھے اور میری والدہ کو خدا تعالیٰ کے سوا دو جدے خدا مانو - اب مصنف قرآن اپنے اسی گمان کے موافق ان دونو کی الوہیت کا انکار آیت سند میں کرتا ہے اور لفظ الآ کے نیچے اُمّہ لاتا ہے - پھر اس بیان پر فخر بھی ہے اب دیکھو کہ کہاں تک نادِ اقفی اور غلطی اور عدم مطابقت ہے اور کہ ہم معذور ہیں یا نہیں اپنی تمیزوں سے پوچھو - اسکے بعد جو دلایل کہ مرزا صاحب عدم الوہیت مسیح پہ لاتے ہیں سب کے جواب رسایل روزمرہ میں مرقوم ہیں اور وہاں جو کہنا واجب تھا مسطور

اتہم نے کہہ دیا ہے - ہاں اتنی بات اِس وقت میں کہتا ہوں کہ لفظ بھیجا اور
مخصوص مسیح کی نسبت عام معنے ہیں درمیان انجیل کے نہیں ہیں بھیجا کے معنے
ہیں کہ میں باپ خدا سے نکلا اور دُنیا میں آیا ہوں - مخصوص کے معنے ہیں
کہ میں نجات دینے کے لئے مخصوص ہوں اور نبیوں کی نسبت بھیجا بمعنے مبعوث
کیا آتا ہے اور مخصوص بمعنے خاص کام کے لئے مقرر پھر یوحنا ۱۰ - ۳۵ سے
۳۸ تک ایک تقریر پوری ہوتی ہے اور اُس میں ابن اللہ کا ذکر حقیقی طور سے ہے
نہ استعارۃً نہ ایسے جیسے قاضی اِلٰہ کہلائے تھے ان آیتوں کی صحیح تفسیر وہی ہے
جو ہمنے منتہی الافکار کتاب میں لکھ دی ہے زبردستی سے اگر کوئی غرضمند
ایک مطلب قایم کرے وہ نہیں مان سکتے ہم لوگ قرآن کی نسبت اور اسی طرح
بیبل کی نسبت وہی باتیں مانتے ہیں جو ٹھیک ٹھیک عبارتوں سے پیدا ہوتی
ہیں بناوٹی باتیں بولنا اور ماننا ہمارا کام نہیں ہے پھر مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ
یہودیوں سے اپنے مقاصد کلامیہ پر گواہی دلاؤ - اسکے بارہ میں اتنا کہتا
ہوں کہ مسیح کے رسول یہودی تھے اور پولوس رسول فاضل جلیل بھی یہودی
تھا اور درمیان ملک کنعان کے اولاً یہودیوں میں اور یہودی معلموں سے مسیح
کی کلیسیا دُنیا میں قایم ہوئی یہی یہودیوں کی گواہی کافی شافی ہے آپکا یہ مطلب ہے
کہ مخالفان یہود کو گواہی میں بلاؤ - اگر وہ بلائے جائیں تو دس ہزار گالیاں عیسائیو
کو اور بیس ہزار محمدیوں کو دینگے پس اُنکا بلانا کچھ ضرور نہیں تمسک یعنے کتب
عہد عتیق اور لغات عبرانی معہ گرمیر اور زبان دان ہونا کافی ہے - اسی طرح
یونی ٹیرین فرقہ کا ذکر بھی مفید نہیں ہے کیونکہ وہ مسیحی فرقہ نہیں ہے یہودی
خمیر کے لوگ ہیں جو ۱۹ سو برس سے کبھی مسیحی فرقوں میں شمار نہیں ہوئے -
اور اُنکے ادلہ کا مدار تاویلات ہیں اگر اُن پر لحاظ کر کے ہم مسیح کی الوہیت کے
منکر ہوں تو کیا بہتر نہ ہوگا کہ فرقہ ملحدین کے لحاظ سے محض وجود الٰہی کا انکار
کریں - ہمیں اپنی تمیز کی پابندی ضرور ہے نہ کسی غیر کی - دیکھو فرقہ صابئین -

رسالت اور الہام ہی کے قایل نہیں ہیں تو کیا ہم بھی ایسا ہی کریں ہرگز نہیں فقط

دفعہ دوازدہم اسلام کا کچھہ ثبوت ہے، یا نہیں

یہ نہایت سنجیدہ اور واجبی سوال ہے چاہئیے کہ اہل اسلام اسکا صاف اور واقعی جواب دیں اگر کچھہ ثبوت ہے اور وہ قرآن سے دیسکتے ہیں تو ضرور لکھیں - امرتسری مباحثہ میں عیسائیوں کو زیادہ تر مرزا صاحب کی زبان سے ایسی باتیں سُننے کا شوق تھا مگر وہ طرح دیتے چلے گئے - آخر آتھم صاحب نے کہا کہ اسلام کے نبی کا کوئی چھوٹا یا بڑا معجزہ ثابت نہیں ہوا مرزا صاحب نے جواب دیا کہ قرآن معجزات سے بھرا ہوا ہے اور خود وہ معجزہ ہے توجہ سے دیکھیں - اور پیشین گوئیاں تو اس میں دریا کی طرح بہ رہی ہیں - شق القمر کے معجزہ کا اور غلبۂ روم کا نام لیا غرض وہ فقرے بیجا پیش کر دیئے تا کہ سایل کو دوسرے خیالات کی طرف بھلا دیں کہ اصلی جواب نہ دینا پڑے - ہم سب سمجھہ گئے کہ اُنکے پاس جواب نہیں ہے لیکن تعجب یہ ہے کہ انہوں نے کہا قرآن معجزات سے بھرا ہوا ہے حالانکہ اپنی کتاب توضیح مرام صفحہ ۹ میں لکھہ چکے ہیں کہ ہمارے حضرت کو خدا نے معجزات نہیں دیئے تھے پھر یہاں معجزات کا کیوں اقرار کرتے ہیں صرف اُن مسلمانوں کی خاطر سے جو وہاں حاضر تھے - اور شق القمر اور غلبۂ روم کا ذکر کرنا بھی غیر واجب تھا جب تک کہ وہ اُن وجوہات کا جو کہ ان معجزوں کی تردید میں ہماری طرف سے پیش ہو چکے ہیں صحیح دلایل سے ابطال نہ کریں - اس لئے وہی شکست خوردہ رہے - اور جو آتھم صاحب نے کہا تھا کہ قرآن میں وہ کونسی آیت ہے جو فصاحت کا دعوی کرتی ہے مرزا صاحب نے جواب دیا کہ (ھذا البسانی

عربی مبین) واہ کیا خوب جواب تھا یہ کہنے سے شرم آئی کہ کوئی آیت نہیں ہے تب ایک واہی بات بنا کے کھڑی کردی۔ حضرت نے لسان عجمی کے مقابلہ میں لسان عربی مبین کہا ہے۔ نہ فصاحت بے نظیر کے دعوی سے۔ اور مرزا صاحب کے بیان سے ہمیں یاد آیا کہ قرآن بیشک عربی مادری زبان کے مصنف سے تو ہے لیکن لفظ مبین قبول کرنا کچھ مشکل ہے کیونکہ قرآن میں متشابہات اور (۱۴) غیر عربی لفظ اور اہم قبیلوں کے محاورات بھرے ہیں پھر اتقان نوع ۳۶ کو دیکھو کہ قرآن کے بعض الفاظ سمجھنے میں اہلِ زبان کیا کہتے ہیں اس لئے لفظ مبین کُل قرآن کی نسبت صادق نہیں ہے۔ مرزا صاحب نے بمقابلہ آتھم صاحب فاتو بسورۃ من مثلہ نہ سنایا کیا وجہ ہوئی یہی کہ اُنکے گمان میں وہ آیت دعوی فصاحت پر پیش کرنے کے لایق نہوئی۔ ہدایت المسلمین باب ۸ فصل اول کو خوب سمجھ لیا ہے۔ غرض مباحثہ امرتسری میں مرزا صاحب دین عیسوی پر اعتراضات خاطر خواہ پیش کرکے واجبی اور حق جوابات سُن گئے اور قیامت تک وہی جواب عیسائیوں کے پاس اُن اعتراضوں کے رہیں گے کہ وہ سچے جواب ہیں۔ اور دین محمدی کا کچھ ثبوت مرزا صاحب نہ دے سکے شکست کھا گئے والحمد للہ علی ذلک

راقم

بندہ کمترین عماد الدین لاہز

تمت

31/10/93